تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

ادب کی طاقت

ادب، اسلامی نقطۂ نظر سے نہ محض وعظ ونصیحت میں محدود ہے اور نہ محض عبادت ودعا میں اور نہ محض تحریک ودعوت میں اور نہ محض لطف وتسکین ذوق میں، اسلام میں ادب تاثرات وجذبات کی ترجمانی میں ملتا ہے، زندگی کے نشیب وفراز کی حکایت میں ملتا ہے، وہ دوستوں کی محفل کا ساتھی ہے تو دشمنوں کے مابین معاملات کا گواہ ہے، وہ بروں کی برائی کی نشان دہی کرتا ہے اور اچھوں کی اچھائی بھی دکھاتا ہے، وہ اپنی خوشی اسلوبی سے دلوں کو متوجہ کرلیتا ہے اور اپنی اثر پذیری سے دلوں کو موہ لیتا ہے، اس میں آدمی کو ایک دل پسند دوست اور ہم ذوق ساتھی کا سا لطف ملتا ہے اور ہم جب اسلامی کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو ادب کی وسعت کو تنگ کرنا نہیں چاہتے، بلکہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کے ساتھ لباس کو گندہ نہ کیا جائے اور اس لباس میں کہیں گندگی آجائے تو اس کو ہاتھ کے اشارہ سے بتایا جائے، اس سے چمٹ کر اپنے کو پراگندہ نہ کیا جائے، اسلام نے ادب کو اسی خوبی واحتیاط کے دائرہ میں رکھنا پسند کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

فی شمارہ =/12₹

۱۰/اپریل ۲۰۱۲ء

سالانہ زرتعاون -/250

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۴۹ | ۱۰/اپریل ۲۰۱۲ء مطابق ۱۸/جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ | شمارہ نمبر ۱۱

اِس شمارے میں

شعروادب
آپ ﷺ ہیں عالم کے آقا آپ ﷺ کا عالم غلام — مولانا سید محمد ثانی حسنی — ۲

اداریہ
رب حکیم کے غضب سے بچئے! — شمس الحق ندوی — ۳

قند مکرر
اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت — مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی — ۵

جہد مسلسل
احکام شریعت پر عمل کی مذہبی آزادی — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۶

تراشے
فقر کی شان استغناء — مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی — ۷

حیات جاوداں
شریعت اسلامیہ پر عمل ہی کامیابی کا واحد راستہ — مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی — ۸

عالم اسلام
عالم عربی کی تباہی میں بعث پارٹی کا کردار — مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری — ۱۲

سوز دروں
جسم کے ساتھ روح کی فکر کیجئے! — مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی — ۱۶

فیضان نبوت
تعلیم وتربیت میں حضور ﷺ کا انقلابی کردار — خالد فیصل ندوی — ۲۰

اصلاح معاشرہ
جھوٹ کی ہلاکت آفرینیاں — محمد یحییٰ عزیز — ۲۴

فقہ و فتاویٰ
سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۷

نقوش صحابہ
حضرت حکیم بن حزامؓ — عبدالرحیم ندوی — ۲۸

خبرو نظر
عالم اسلام — جاوید اختر ندوی — ۳۰

اپیل
اہل خیر حضرات سے — ..... — ۳۲

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

◆ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی ◆ مولانا خالد ندوی غازی پوری
◆ امین الدین شجاع الدین

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زرتعاون -/250 | فی شمارہ -/12 | ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے۔ 50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں، بصورت دیگر 30/- جوڑ کر چیک دیں۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Ready made
R.C.C. Precast
Minar for Masjid.

آر سی سی سیمنٹ کے پریکاشٹ تیار شدہ مسجد کے مینار، کم قیمت، کم وقت میں فٹنگ، مضبوط اور خوشنما مینار کے لیے رابطہ کریں۔

ZAM ZAM MINAR زم زم مینار

Old Haiderganj, Lucknow
اولڈ حیدر گنج، لکھنؤ

Mob.: 9935511786,9793380786
9793379786, 9453138424
website: www.Zamzamminar.com

شیشہ وٹائلس کے بھی مینار 7 سے 45 فٹ تک آرڈر پر بنتے ہیں۔

شعر وادب

آپ ﷺ ہیں عالم کے آقا، آپ ﷺ کا عالم غلام

مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

وہ حضور پاک ﷺ وہ خیرالبشر خیرالانام — ہم خدا کے نام کے بعد آپ ﷺ کا لیتے ہیں نام
آپ ﷺ ہیں ختم رسولاں ، سرگروہ انبیاء — آپ ﷺ ہیں عالم کے آقا، آپ ﷺ کا عالم غلام
آپ ﷺ کا پیارا تبسم ،غنچہ و گل کا نکھار — آپ ﷺ کا روئے منور نازش ماہ تمام
آپ ﷺ کی ہر ہر ادا، بے کل دلوں کی ہے بہار — آپ ﷺ کا دلکش ترنم ،آپ ﷺ کا شیریں کلام
آپ ﷺ کے دم سے ہوا ہر کم نظر عالی نظر — آپ ﷺ کے دم سے ہوا دلشاد ہر ناشاد کام
آپ ﷺ کے قدموں سے ٹوٹا ہے طلسم بولہب — مصطفائی آپ ﷺ کے دم سے ہوئی عالم میں عام
آپ ﷺ سے راحت ملی ہر بے کس و مظلوم کو — آپ ﷺ کے دم سے ملا عورت کو عزت کا مقام
رحمت عالم بناکر آپ ﷺ کو بھیجا گیا — آپ ﷺ کے ہیں ماہ رو اور آپ ﷺ کے ہیں مشک فام
آپ ﷺ ہیں نور سراپا، آپ ﷺ ہیں خلق عظیم — آپ ﷺ ہیں حسن مجسم، آپ ﷺ ہیں رحمت تمام
آپ ﷺ نے ہم کو دکھائی ہے راہ حق راہ نجات — آپ ﷺ نے ہم کو بتایا کیا حلال اور کیا حرام
اللہ اللہ آپ ﷺ کا رتبہ شب معراج میں — انبیاء ہیں مقتدیٰ اور آپ ﷺ ہیں ان کے امام
آپ ﷺ کا جانا خدا کے پاس عرش پاک تک — بن کے محبوب و مقرب رازدارانہ کلام
آپ ﷺ کی امت کو فرمایا گیا خیر الامم — آپ ﷺ کی امت کو بخشا ہے خدا نے یہ مقام

ہیں محمد ﷺ اور احمد ﷺ آپ ﷺ کے پاکیزہ نام
آپ ﷺ پر لاکھوں درود اور آپ ﷺ پر لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

اداریہ

رب حکیم کے غضب سے بچئے!

شمس الحق ندوی

اس وقت مسلمان جن رسوا کن حالات سے دوچار ہیں، ان میں دخل دوسری بہت سی اخلاقی، سماجی خرابیوں کے ساتھ اس کا بھی ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں اسراف وفضول خرچی، شہرت وعزت کے حصول یا رسم ورواج کی پابندی میں تو بے دریغ روپے خرچ کرتے ہیں؛ لیکن عزیزوں، پڑوسیوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر وفاقہ اور ان کے قابل رحم حالات کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے، ایسے حالات میں جبکہ امت کے بے شمار لوگ بھوک پیاس کی بھٹی میں جل رہے ہوں، بیمار ہوں، دوا علاج کے لئے پیسے نہ ہوں، ان کے پاس تن ڈھکنے کے لئے لباس تک نہ ہو، محض اپنی ناموری اور شہرت کی خاطر تقریبات میں پانی کی طرح روپے بہانا رزق دینے والے مالک وکارساز عالم کو کیسے پسند آسکتا ہے؟ اس لئے دیکھنے میں آتا ہے کہ ان سب باتوں کی نحوست کے سبب مختلف شکلوں میں جانی مالی نقصان ہوتا ہے، مگر ادھر خیال تک نہیں جاتا۔

حیرت ہوتی ہے کہ بہت سے دیندار حضرات کے یہاں بھی علاوہ دیگر رسمیات وفضول خرچی کے صرف پٹاخوں میں دس بیس پچاس ہزار خرچ ہوجاتا ہے، اس میں ذرا شبہ نہیں کہ یہ صورت حال اللہ تعالیٰ کی حکیم وعادل ذات اور ربوبیت ورحمت عامہ کی صفات کے لئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مال کی زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ امت کے ان ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری ہوں اور مال والوں میں شہرت وناموری کے بجائے غرباء پروری کا شوق وجذبہ پیدا ہو جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہوتا ہے، اس سے معاشرہ کی دوسری بہت سی خرابیاں دور ہوتی ہیں، زکوٰۃ نہ دینے کے سبب مختلف صورتوں میں مالی وجانی نقصان ہوتا رہتا ہے؛ لیکن اس پر بالکل غور نہیں کیا جاتا۔

ملت کے مالدار اور باحیثیت حضرات ملی تقاضوں اور ضرورتوں سے نگاہیں پھیر کر اپنی ذاتی خواہشات اور حوصلہ مندیوں پر تو بے دریغ اور شاہانہ اولوالعزمیوں کے ساتھ روپے خرچ کریں؛ لیکن ملت کے بقاء کے لئے کام کرنے والے ادارے اور تحریکیں وسائل کی کمی کی وجہ سے مشکل ترین اور دشوار صورتحال سے دوچار ہوں، تو پھر یہ مالدار لوگ چاہے قارون وقت ہوں، ہروقت خطرہ میں ہیں، مال دینے والے کی نگاہ میں ان کی ایک ٹنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں، حالات کی معمولی سی تبدیلی اور واقعات کی کوئی ہلکی سی لہر بھی ان کے سارے سہاروں کو ریت کی دیوار کی طرح بہا کر لے جائے گی اور ایک خدافراموش اور عیش وعشرت کی زندگی گذارنے والی قوم کی طرح ان کا حال بھی یہی ہوگا جس کی تصویر کشی قرآن پاک نے اس طرح کی ہے:

﴿فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ﴾ [حشر/۲] (تو ان پر آیا اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ڈالدیا ان کے دلوں میں رعب)۔

جس فضاد ماحول میں ملت کا وجود اور اس کا مستقبل خطرہ میں ہو، اس کی آنے والی نسل کو اس کے دین وعقیدہ سے محروم کردینے کی کوششیں مختلف منصوبوں کی صورت میں ہورہی ہوں، اس ماحول میں ملت کی آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت کی فکر کے بجائے ملت کے سرمایہ داروں کی بڑی تعداد اسراف وفضول خرچی میں مبتلا ہو اور شہرت کی خاطر فخر کے طور پر تقریبات میں بے تحاشہ روپے خرچ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند آسکتا ہے اور کتنی مدت تک چھوٹ مل سکتی ہے؟

امت مسلمہ کی یہ خصوصیت رہی ہے، جو کسی دوسرے دین ومذہب میں نہیں پائی جاتی کہ علماء ایسی باتوں پر برابر تنقید کرتے اور امت کو ہوشیار کرتے رہے ہیں اور امت کے ایسے افراد نے اس کو سنا اور مانا ہے جس سے امت کا بھرم قائم رہا ہے۔

اندلس کے خلیفہ عبدالرحمٰن الثالث نے جب مدینۃ الزہراء تعمیر کیا تو اپنی خاص نشست گاہ کے گنبد میں سونے چاندی کی اینٹیں لگوائی تھیں؛ لیکن جب قاضی منذرؒ نے قرطبہ کی جامع مسجد میں بھرے مجمع میں خلیفہ کے اس کام میں تنقید کی تو خلیفہ نے اس گنبد کو گرادیا اور دوبارہ اس کو عام اینٹوں سے تعمیر کروایا، امت کے ان

حالات پر تنقید نے اس کو فائدہ پہنچایا ہے، سنبھالہ دیا ہے، اس سے قوم میں زندگی اور بیداری پیدا ہوتی ہے، ایک عربی شاعر کہتا ہے:

وفی العتاب حیاۃ بین أقوام

(قوم پر بے لاگ تنقید قوم کو زندگی کی نئی قسط عطا کرتی ہے)

یہی وجہ ہے کہ بے جا اور بے تحاشا خرچ کرنے کی قرآن کریم میں سخت ممانعت اور مذمت آئی ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾. [اسراء/۲۵] (اور رشتہ داروں محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو، فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے)۔

اس کے برخلاف صحیح طریقہ پر مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی تعریف اس طرح کرتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان/۶۷] (اور جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں، بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، ضرورت سے زیادہ نہ کم)۔

اس وقت ایک مثالی واقعہ پر اپنی بات ختم کرتا ہوں جو شاید دلوں میں جھرجھری پیدا کردے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ماہر نباتیات ڈاکٹر ابرار مصطفیٰ مرحوم کو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی، بیعت کا شرف بھی حاصل تھا، مرحوم گھر کے بھی بڑے صاحب جائیداد تھے، انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی میں حضرت مولانا کو علی گڑھ آنے کی دعوت دی، حضرت اپنی بے پناہ مصروفیتوں کے باوجود تشریف لے گئے، وہ حضرت کی آمد پر اتنا خوش ہوئے، کہا کہ: اگر وزیر اعظم بھی ہمارے یہاں آتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی آپ کے آنے سے ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے نہایت سادگی کے ساتھ بیٹی کی شادی کردی، جہاں تک یاد پڑتا ہے کچھ رقم بیٹی کے نام بینک میں جمع کردی اور ایک دینی ادارہ میں ایک کمرہ بھی صدقہ جاریہ کے طور پر تعمیر کروادیا۔

اس انداز کو اعزہ اور خاندان والوں نے بڑا توہین آمیز عمل محسوس کیا اور کہا کہ تمہارے پاس اگر نہیں تھا تو ہمیں بتاتے، ہم سب مل کر اس کا انتظام کردیتے، تم نے تو ہماری ناک کٹادی، اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کہا کہ ہاں! ناک بہت بڑھ گئی تھی، اس لئے اس کا کٹوانا ضروری ہوگیا تھا۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی مرضیات اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔

☆☆☆☆☆☆

مولانا حکیم محمد عرفان حسینی کی رحلت

مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے قدیم رکن اور کلکتہ کی معروف علمی ودینی شخصیت مولانا حکیم محمد عرفان حسینی کا مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء بروز پیر صبح ۶ بجے انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ مسجد ناخدا میں ادا کی گئی اور سولہ آنہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم معروف عالم دین اور مشہور حکیم مولانا محمد زماں حسینیؒ کے جانشیں تھے، والد کے انتقال کے بعد ان کے مطب کو سنبھالا، احادیث سے ان کو بڑا شغف تھا، اردو روزنامہ "آزاد ہند" میں "توضیح الحدیث" ہی کالم میں لکھتے رہے جس میں ان کے والد مرحوم "توضیح القرآن" لکھا کرتے تھے۔

ان کے انتقال پر ایک تعزیتی نشست دارعرفات، رائے بریلی میں منعقد ہوئی، جس کو خطاب کرتے ہوئے ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے فرمایا کہ مرحوم کلکتہ کی اہم شخصیت تھے، کلکتہ کے مسلمان ملی معاملات میں ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور مختلف ملی اداروں کو ان سے تقویت ملتی تھی، وہ اپنے والد ہی کے نقش قدم پر تھے، ادھر عرصہ سے ذیابیطس کے مریض تھے پھر بھی پروگراموں میں شریک ہوتے تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور امارت شرعیہ (بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ) کے رکن تھے، وہ ان کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے اور تقویت کا باعث بنتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو استقامت اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا عرفان الحسینی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے آپ کو کسی جماعت سے مخصوص نہیں کیا اور ملت کے تمام مسائل میں شریک ہوتے، ان کو ملت کا بڑا درد تھا، ملت کے مختلف شعبوں تعلیم، صحافت، دعوت وسیاست سبھی سے ان کا تعلق تھا، ان کا کلکتہ میں بڑا اثر تھا، خاص طور پر نوجوانوں میں ان کو بڑی مقبولیت حاصل تھی، ان کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے گہرا تعلق تھا اور یہ تعلق حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سے بھی برقرار رہا۔ ☆☆☆

قند مکرر

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

.....مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ

﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾. (اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کون سا مال خرچ کریں، کہہ دو جو ضرورت سے زیادہ ہو)۔ [سورہ بقرہ/۲۱۸]

﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾. (اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق باپ کے ذمہ ہوگا)۔ [سورہ بقرہ/۲۳۳]

﴿لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾. (صاحب وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کے رزق میں تنگی ہو، وہ جتنا خدا نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے، خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اسی کے مطابق جو اس کو دیا ہے)۔

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سورہ سبا/۳۹] (اور تم جو چیز خرچ کروگے وہ اس کا تم (تمہیں) عوض دے گا)۔

حضرت ابومسعود بدریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثواب کی امید رکھتے ہوئے جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ خرچ صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ورثہ کو مالدار چھوڑو، یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے امیدوار ہوکر تم جو کچھ بھی خرچ کروگے، اس پر اجر کے مستحق ہوگے حتی کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ رکھو اس پر بھی اجر پاؤگے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی راہ میں ایک دینار خرچ کرتے ہو، کسی غلام کو آزاد کرنے میں دینار خرچ کرتے ہو، کسی غریب پر خرچ کرتے ہو اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو، ان میں سب سے زیادہ اجر تم کو اس پر ملے گا جو تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی جو پیسے خرچ کرتا ہے، اس میں سب سے زیادہ افضل وہ ہے، جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں سواری پر خرچ کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں چلنے والے اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے گناہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جن لوگوں کی ضروریات کا کفیل ہے، ان کی دیکھ ریکھ نہ کرے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو، ایک شخص نے کہا: اللہ کے نبی! میرے پاس ایک ہی دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ اس کو اپنے لڑکے پر صدقہ کردو، پھر اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے، آپ نے فرمایا: تم زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہو کہ اس کو کہاں خرچ کرو۔ (ابوداؤد ونسائی)

حضرت حارثہؓ سے روایت ہے کہ بنوعذرہ کے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا (یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا تمہارے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی مال ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے، چنانچہ نعیم بن عبداللہ عدوی نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ آٹھ سو درہم لے کر اس شخص کے پاس تشریف لائے اور اس کو دے دیا، پھر فرمایا: اپنے آپ سے شروع کرو، پہلے خود پر صدقہ کرو، پھر اگر بچ رہتا ہے تو اپنے اہل وعیال پر صدقہ کرو، اہل وعیال سے بھی بچ رہتا ہے، تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو، اگر رشتہ داروں سے بھی بچ رہتا ہے تو پھر دل کھول کر جو بھی سامنے آجائے اس کو دو۔ (مسلم)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کو کھجور فروخت فرماتے تھے اور گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچ روک لیتے تھے۔ (بخاری)

☆☆☆☆☆

جہد مسلسل

احکام شریعت پر عمل کی مذہبی آزادی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

الحمد للہ رب العالمین ، و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد ، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین ، و من تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم إلی یوم الدین ، أما بعد :

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام جس ضرورت اور جن اسباب کی بنا پر عمل میں آیا تھا وہ ضرورت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے، کچھ کچھ وقفوں سے ایسے حالات سامنے آتے رہتے ہیں، جن کے سلسلہ میں توجہ نہ کی جائے تو مسلمانوں کا اپنا مذہبی اختیار متاثر ہوسکتا ہے، لہٰذا بورڈ کے ذمہ داروں کا اس پر برابر نگاہ رکھنا ضروری ہے، تاکہ ان کو ان کے احکام شریعت پر عمل کرنے کی مذہبی آزادی برابر قائم رہے، اور ان کے مذہبی تشخص وتحفظ کو کوئی خطرہ نہ پیش آئے کیوں کہ وہ اقلیت میں ہیں، اکثریتی افراد کی طرف سے کوئی مخالفانہ خیال کارفرما ہوسکتا ہے، کیوں کہ جن ذہنوں میں یکساں سول کوڈ کا تقاضہ ابھرا تھا، ان ذہنوں میں اسی طرح کا کوئی خیال ابھر سکتا ہے۔

ہندوستان کے دستور نے ملک کے سب مذہبوں کو اپنے طریقہ کے مطابق عمل کرنے اور اسی کے مطابق کام انجام دینے کا حق دے رکھا ہے، اس حق کو باقی رکھے جانے کی فکر برابر رکھنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اس حق کو بدلنے یا اس پر حکومت وقت کو اپنا اختیار قائم کرنے کی بات سامنے آتی رہتی ہے، ابھی حال میں کئی ایکٹ جو حکومت کی طرف سے لائے گئے، ان سے اقلیت کی مذہبی خود اختیاری کو ضرر پہونچنے کا خطرہ سامنے آگیا ہے، بورڈ اس سلسلہ میں کوشش جاری رکھے ہوئے ہے، لیکن ایکٹ کو ایسے اسلوب میں مرتب کیا گیا ہے، اور خود مسلمانوں کے بعض دانشور اس کے بعض پہلوؤں کی نقصان رسانی کو محسوس نہیں کرسکے ہیں، اور خاص طور پر وہ مسلمان دانشور جن کا حکومت سے تعلق ہے، ان کے ذہنوں کو بھی اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے، کہ ایسے نئے ایکٹ بننے لگیں، تو ان کو اس نظر سے بھی دیکھا کریں، کہ ملک کے باشندوں میں سے ہر مذہب والوں کو جو مذہبی تحفظ دستور ہند کی رو سے ملا ہوا ہے، وہ ان کے کسی جزء سے متاثر نہ ہو، اس لیے کہ اگر ان کے مذہبی حق پر اثر ڈالنے کا اختیار کسی بھی تجویز یا ایکٹ سے ہوگا، تو جو مذہبی آزادی دستور کی رو سے ان کو حاصل ہے، وہ دوسروں کی پابندی میں چلی جائے گی، اور پھر بتدریج یہاں جو مختلف اقلیتیں اپنے مذہبوں کی آزادی کے ساتھ زندگی گذار رہی ہیں، وہ اپنی مذہبی تعلیمات کو باقی نہ رکھ سکیں گی، بورڈ کو اس پر نظر رکھنے کی اور ضرورت کے مطابق کوشش کرنے کی اور اپنے مذہبی حق کا دفاع کرنے کی ضرورت برابر قائم ہے، اور الحمدللہ بورڈ اس کی فکر کرتا ہے۔

البتہ اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے، کہ بورڈ کے پیش نظر اس طرح کے جو خطرات ہیں، مسلمانوں کے احساس وغیرت دینی رکھنے والے حضرات ان کی اہمیت کو سمجھیں، اور اس کے لیے بورڈ کا ساتھ دیں، اور تائید وتعاون کے ذریعہ کوشش میں شریک ہوں، تاکہ بورڈ کے مقصد کار کو قوت حاصل ہو اور مسلمانوں کو اپنے مذہبی حق کے تحفظ کرنے میں کامیابی حاصل ہو۔

بورڈ چونکہ ملت کی تمام جماعتوں کے ایک وفاق کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اس کے اختیار کردہ کام میں ملت کے ہر مسلک اور ہر جماعت کی طرف سے اس کو تعاون ملنے کی ضرورت ہے، تاکہ تحفظ شریعت کے کام کی انجام دہی کو تقویت حاصل ہو اور کامیابی ملے، بورڈ کی کارکردگی جہاں شریعت اسلامی کے قانونی دائرہ کے معاملات کی ہے، وہاں خود ملت کے اندر بھی شریعت پر عمل کرنے کی اور اپنے مذہبی حق کا دفاع کرنے کی ضرورت برابر قائم ہے، اور الحمدللہ بورڈ اس کی فکر کرتا ہے۔

ملت اسلامیہ ہند کے مسائل کی فکر کرنے کے لیے اس ملک میں مسلمانوں کی متعدد جماعتیں قائم ہیں، اور وہ سب اپنی اپنی جگہ ملت کی خدمت انجام دے رہی ہیں، یہ جماعتیں ملت کی اجتماعی ضرورتوں کے مختلف پہلوؤں کو مخصوص طور پر اختیار کرتی ہیں، اور اپنا اپنا مخصوص نطقۂ نظر اور بعض بعض اپنا مخصوص مذہبی مسلک بھی رکھتی ہیں، وہ سب ملت کے معاملات کی فکرمندی اور انجام دہی میں اپنے اپنے دائرہ میں حصہ لیتی ہیں، بورڈ کو ان سب کا ایک طرح سے وفاق ہونے کی حیثیت

حاصل ہے، البتہ بورڈ نے قوانین شریعت کے مشترکہ بنیادی معاملات تک اپنی کوششوں کو محدود رکھا ہے، وہ ملت کی مختلف جماعتوں کی اپنی اپنی کارگذاری کے مدنظر ملت کے معاملات کے ہر پہلو پر اپنی کوشش صرف کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، جن کو ملت کی جماعتیں اپنی اپنی جگہ اپنا میدان کار سمجھتی اور انجام دیتی ہیں۔

بابری مسجد کا مسئلہ بھی اولاً بورڈ کی اصل فکرمندی کا مسئلہ نہ تھا، اس کو ملت کی بعض جماعتیں اپنی کوششوں سے حل کرسکتی تھیں، لیکن جب بات ان کے دائرہ سے آگے بڑھ گئی، تو بورڈ نے اس کو اختیار کیا، اور بورڈ برابر اس کو اپنی ذمہ داری میں لیے ہوئے ہے، اور اپنی ذمہ داری کا حق ادا کررہا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ نئے اٹھنے والے تحفظ شریعت اسلامی کے مسائل کی طرف توجہ بورڈ کا اصل کام ہے۔

بورڈ چونکہ ملت کی تمام جماعتوں کے ایک وفاق کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اس کے اختیار کردہ کام میں ملت کے ہر مسلک اور ہر جماعت کی طرف سے اس کو تعاون ملنے کی ضرورت ہے، تاکہ تحفظ شریعت کے کام کی انجام دہی کو تقویت حاصل ہو، اور کامیابی ملے، بورڈ کی کارکردگی جہاں شریعت اسلامی کے قانونی دائرہ کے معاملات کی ہے، وہاں خود ملت کے اندر بھی شریعت پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے کی بھی ذمہ داری ہے، جو اصلاح معاشرہ اور قضا کے معاملات میں ملت کو اس کے صحیح شرعی حالت پر قائم رکھنے کی طرف توجہ دلانے کا عملی کام دیتا ہے، البتہ اس کام میں ملت کی دیگر جماعتوں کی شرکت بھی ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

تراشے

فقر کی شان استغناء

مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ

☆سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں ایک بزرگ مولانا کمال الدین زاہد تھے، ورع و تقویٰ اور دیانت وامانت میں درجہ کمال حاصل تھا، علم وفضل میں یہ مرتبہ تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کو ان سے تلمذ کی نسبت تھی، اور انھیں سے اجازت بھی حاصل کی تھی، سلطان غیاث الدین بلبن مولانا کا بہت معتقد تھا، اسے آرزو تھی کہ آپ کی امامت میں نماز ادا کیا کرے، ایک دن مولانا سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے علم ودیانت پر پورا بھروسہ ہے، اگر آپ امامت قبول فرمائیں تو بڑی عنایت ہو اور مجھے اپنی نمازوں کی قبولیت کا وثوق ہوجائے؛ لیکن مولانا کی شان استغناء اس ملازمت کو کب گوارا کرسکتی تھی، فرمایا کہ ہمارے پاس نماز کے سوا اور کیا رہ گیا ہے؟ کیا بادشاہ چاہتا ہے کہ اسے بھی ہم سے لے لے، مولانا نے جواب کچھ اس آن بان سے دیا کہ سناٹا چھا گیا۔

☆سلطان علاء الدین خلجی کے جلال و جبروت کا حال کسے نہیں معلوم، ایک بار سلطان نے حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں اپنے بیٹے خضر خان کو بھیجا اور بعض امور سلطنت میں ان کی رائے چاہی، خضر خان نے حاضر ہوکر تحریر شاہی دست مبارک میں دی؛ لیکن شیخ نے اسے مطالعہ نہیں کیا اور فرمایا کہ فقیروں کو بادشاہوں کے معاملات سے کیا سروکار، میں فقیر آدمی شہر کے کنارہ گوشہ گیر ہوں اور مسلمانوں اور بادشاہوں کی دعا گوئی میں مصروف ہوں، اگر بادشاہ نے اس کے بعد مجھے کچھ اس قسم کی تکلیف دی تو میں یہاں سے بھی چلا جاؤں گا، خدا کی زمین وسیع ہے، علاء الدین کو یہ خبر پہونچی تو بہت اعتقاد پیدا ہوا اور ملاقات کی خواہش کی؛ لیکن شیخ نے پسند نہ کیا، سلطان نے پھر اصرار کیا تو فرمایا کہ اس ضعیف کے گھر میں دو دروازے ہیں، اگر بادشاہ ایک دروازے سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے باہر نکل جاؤں گا۔

☆انھیں شیخ نظام الدین اولیاء کا یہ ایک واقعہ اور سنئے، سلطان علاء الدین خلجی کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین تخت نشین ہوا اور اس نے قلعہ سیری میں جامع مسجد بنوائی اور پہلے جمعہ میں تمام علماء و مشائخ کو دعوت دی کہ یہیں نماز پڑھیں، اس دعوت پر اور سب لوگ جمع ہوئے؛ لیکن حضرت نظام الدین شاہی مسجد نہیں گئے، بلکہ کہلا بھیجا کہ ہمارے قریب مسجد ہے، ہم وہیں نماز پڑھیں گے۔

☆ایک اور واقعہ سنئے، سلطان قطب الدین نے اپنے زمانہ میں یہ رسم ایجاد کی کہ چاندرات کو تمام ائمہ ومشائخ اور اکابر واعیان بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ماہ نو کی مبارک باد پیش کریں، سب مرضی شاہ کے مطابق حاضر ہوئے؛ لیکن شیخ نہیں گئے، سلطان کو سخت ناگوار ہوا، غصہ میں کہا کہ اگر آئندہ ماہ نہ آئے تو زبردستی لائے جائیں؛ لیکن دوسری چاند رات ابھی آنے بھی نہ پائے تھے کہ خسرو خان نے سلطان قطب الدین کو قتل کردیا۔

☆☆☆

حیات جاوداں

شریعت اسلامیہ پر عمل ہی کامیابی کا واحد راستہ

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

ادھر کچھ دنوں سے یہ بات زیادہ محسوس کی جارہی ہے کہ مسلمانوں اور دین اسلام کے تعلق سے لوگ ایسی کوششیں کررہے ہیں کہ اس دین کا اثر اور اسکا دائرہ محدود ہوتا جائے، مسلمانوں کے دلوں میں دین کے بارے میں شکوک پیدا ہوں اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ جو دین اتنا قدیم ہو چکا ہے کہ جس پر چودہ سو سال گذر چکے ہیں وہ آج کے ان حالات میں کس طرح سے ہمارا ساتھ دے سکتا ہے؟ یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوششیں ہورہی ہیں، مغربی ممالک اپنی کوششوں میں مصروف ہیں اور وہ اپنا یہ کام نہایت ہی باریک بینی کے ساتھ اور انتہائی محنت اور اپنی توانائیوں کو صرف کرتے ہوئے کررہے ہیں، ہمیں اسکا احساس بھی شاید نہ ہوتا ہو کہ ہمارے خلاف کیا کیا سازشیں ہورہی ہیں، ہم دینِ اسلام کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اس کے باوجود بھی ہم کو دین اسلام سے منحرف کرنے اور دین اسلام سے دور کرنے اور اسلام کا جو نظام زندگی ہے جسکو شریعت اسلامیہ کہتے ہیں، اس سے بیگانہ بنانے کے لئے پوری کوششیں جاری ہیں، یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو نہ صرف یہ کہ ہمارے اوپر ظلم کررہے ہیں بلکہ اپنے آپ پر خود بھی ظلم کررہے ہیں، تاکہ ہمارے اندر احساس کمتری پیدا ہوجائے اور ہم ان ظالموں کی طرف جھکنے لگیں، اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ دین کے جو مخالفین ہیں وہ ہمیشہ دین کے خلاف کام کرتے رہیں گے، مسلمانوں کو اس کا شاید احساس ہو یا نہ ہو؛ لیکن مسلمانوں کو دین سے بیگانہ کرنے اور دین سے دور کرنے کے لئے ان کی کوششیں جاری رہیں گی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (مت جھکو ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا)۔

ظالم وہ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں سمجھا اور زندگی کو جہاں صرف کرنا چاہئے اس جگہ پر انہوں نے اپنی زندگی کو صرف نہیں کیا، زندگی کو جہاں رکھنی چاہئے انہوں نے اپنی زندگی کو وہاں نہیں رکھا، یہ بڑا ظلم ہے، ان ظالموں کی طرف متوجہ ہونا، ان ظالموں سے متاثر ہونا، ان ظالموں کی طرف جھکنا، ان ظالموں کے پھندے کے اندر پھنسنا، یہ ہمارے لئے کسی طرح زیب نہیں دیتا، ہم کسی طرح اسکو پسند نہیں کرسکتے کہ لوگ سازشیں کریں ہمارے دین کے خلاف، ہمارے مذہب کے خلاف، ہماری اسلامی زندگی کے خلاف، ہماری شریعت کے خلاف، ہمارے علماء کے خلاف، ہمارے مدارس کے خلاف، ہماری تعلیم کے خلاف اور جو لوگ سازشیں کریں ہم ان کو بہت اچھی نظر سے دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ ہمارے بڑے خیر خواہ ہیں، ہرگز نہیں۔

ان ظالموں کو سمجھنے کی کوشش کرو جو تم کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کررہے ہیں، بلکہ تم کو راہ راست سے ہٹا رہے ہیں اور کتنے لوگ اس فریب کے اندر مبتلا ہوچکے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دین کے اندر کچھ نہ کچھ تو اضافہ ہونا چاہئے جو پہلے نہیں تھا اور کچھ چیزیں نکالدی جائیں یہ زیادہ بہتر ہے، ذرا سوچئے کہ یہ بات کس قدر غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دین کو بالکل مکمل بنا کر نازل فرمایا ہے جو ہمیشہ ہمیش تا قیامت قائم ودائم رہے گا، جب تک یہ دنیا قائم رہے گی اس وقت تک یہ دین بھی قائم رہے گا اور جس طرح اس نے پہلے انسانوں کی مدد کی تھی اور جس طرح اس نے انسانوں کو اپنے مقصد کی طرف متوجہ کیا تھا اسی طرح وہ آخر تک انسانوں کو صحیح مقصد بتاتا رہے گا اور صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا رہے گا، اس لئے ان ظالموں کی طرف توجہ کرنا اور ان کی باتوں کو قابل غور سمجھنا اور ان کو اپنا خیر خواہ جاننا یہ بہت بڑی غلطی ہوگی، اس لئے آپ ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کریں جو آپ کے دین کے خلاف ہیں اور جو آپ کے مذہب کے مخالف ہیں اور جو آپ کو اچھی حالت میں رہنے دینا نہیں چاہتے اور جو آپ کے دلوں سے اسلام کی روشنی کو چھیننا چاہتے ہیں اور آپ کے دلوں کو تاریک کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں کی باتوں میں آپ نہ پڑیں، آپ اپنے دین کے معاملات کو خود سمجھتے ہیں اور جن چیزوں کو نہیں سمجھتے ان کو علماء کرام سے دریافت کریں اور جس چیز کے بارے میں خدانخواستہ آپ کو شک ہو، اس کے بارے میں اپنے علماء کرام سے پو

چھیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوں، وہ آپ کو صحیح راستہ بتائیں گے۔

پھر اسی کے ساتھ ساتھ علم دین کا حصول یہ بہت زیادہ ضروری ہے، مدارس اسلامیہ اور مراکز اسلامیہ کا قیام اور اس کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے اور اسکو وسعت دینے کا کام ہمارے لیے بہت ضروری ہے، اگر ہم اس کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو ہمارا مستقبل روشن نہیں رہ سکتا، بلکہ ہمارے مستقبل کے اندر تاریکیاں پیدا ہوجائیں گی، بہر حال اللہ تعالیٰ کو تو یہ دین ہمیشہ ہمیش قیامت تک کے لئے جاری رکھنا ہے تو اگر ہم اس دین کا ساتھ نہیں دیں گے تو اللہ تعالیٰ دوسرے ایسے لوگ پیدا کریں گے جو اس دین کو لے کر چلیں گے اور اس دین کی دعوت لوگوں تک پہنچائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ﴾ [سورۂ محمد: آیت/ ۳۸] (اگر تم اس دین سے منہ موڑ لوگے، اس دین کو چھوڑ دو گے، اس دین کے بارے میں تم شک میں مبتلا ہو جاؤ گے، اس دین کے حق کو اگر تم ادا نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلہ میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو پوری طرح اس دین کو لے کر چلیں گے، اس کی قیادت کریں گے، اس کی دعوت کو لوگوں تک پھیلائیں گے اور اس کو زیادہ سے زیادہ کامل عدل بنا کر دنیا کے سامنے اس کا نمونہ پیش کریں گے)۔

اگر ہم ان ظالموں سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کی طرف جھکتے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہے؟ ﴿فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ اس کا نتیجہ جہنم ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے جس سے پناہ مانگی جائے، سو مرتبہ، ہزاروں مرتبہ، لاکھوں مرتبہ، کروڑوں مرتبہ، اربوں مرتبہ اس سے پناہ مانگیں اور پھر ﴿وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ﴾ اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا اگر تم ان ظالموں کی طرف جھک گئے اور مائل ہوگئے، اور اللہ ہی چاہے گا تو تم دوبارہ اس احساس کمتری سے نکل کر احساس برتری کے اندر آجاؤ گے اور تم کو معلوم ہوگا کہ یہی وہ دین ہے، یہی وہ طریقۂ زندگی ہے، یہی وہ شریعت ہے جس شریعت کے ذریعہ سے ہم اس دنیا کے اندر عزت اور سعادت کی زندگی بسر کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے، ہم اپنے تمام معاملات کے اندر شریعت کے پابند ہیں، چاہے وہ چھوٹے معاملات ہوں یا بڑے معاملات، جو بھی ہوں ہر معاملہ کے اندر ہم شریعت کے پابند ہیں، اگر ہم شریعت کو نظر انداز کرتے ہیں یا شریعت کے کچھ حصہ پر عمل کرتے ہیں اور کچھ حصہ کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارا اسلام اس سے مکمل نہیں ہوتا اور ہم اس دین کے صحیح نمائندے نہیں ہوسکتے۔

عن العرباض بن سارية رضى الله عنه قال: وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة بليغة وجلت منها القلوب و ذرفت منها العيون، فقلنا: يا رسول الله! (صلى الله عليه وسلم) كأنها موعظة مودع فأوصنا. قال: أوصيكم بتقوى الله، والسمع والطاعة و ان تأمر عليكم عبد حبشي، وانه من يعش منكم فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ، وايا كم و محدثات الأمور، فان كل بدعة ضلالة. [رواه ابوداؤد والترمذي]

(حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے مؤثر اور عمدہ انداز میں ہمیں وعظ فرمایا کہ آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے، دلوں میں خوف وخشیت پیدا ہوگئی، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا لگتا ہے کہ یہ رخصتی والا آخری وعظ ہو، ہمیں مزید نصائح فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، نیز حکم سننے اور اس پر عمل کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، چاہے کوئی حبشی غلام ہی تمہارا حاکم وامیر بنا دیا جائے، تم میں سے میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بے حد اختلافات دیکھے گا، اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقہ کی پیروی کرو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو، دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے)۔[ابوداؤد، ترمذی]

اللہ کا خوف کیا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی کو ہر کام میں، ہر لمحہ، ہر وقت اپنے سامنے رکھیں، اگر آپ کے دل کے اندر اللہ کا خوف و تقویٰ ہے تو کوئی چھوٹے سے چھوٹا، یا بڑے سے بڑا کوئی بھی کام اس کی مرضی کے خلاف آپ نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ جس بات سے بھی کسی حال میں بھی ناراض ہوں یا اللہ تعالیٰ جس بات کو بھی ناپسند کرتے ہوں اس کو آپ اختیار کریں یہ تقویٰ کے خلاف ہے، تقویٰ یہ ہے

کہ جن نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے ان نعمتوں کی پوری قدر کریں اور جو نظام زندگی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے اس نظام زندگی کو ہم اپنائیں اور اس کے اوپر چلنے کی کوشش کریں اور اس کے اندر کسی قسم کی کمی اور زیادتی نہ کریں، شریعت کو ہم پوری طرح سے اپنی زندگی کے اندر منطبق کرلیں اور زندگی کے ہر ہر جز کے اندر شریعت منطبق ہو جائے، یہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ ہے، اللہ کا خوف جب دل کے اندر ہوگا تو اس کی شریعت کا کوئی حصہ ہم سے چھوٹنے نہیں پائے گا، ہر معاملہ میں، ہر کام میں، اور ہر چھوٹی بڑی چیز میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ شریعت کا پورا لحاظ رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے، اس نعمت کی ہم قدر کریں اور جو شریعت ہم کو عطا فرمایا ہے اور جو طریقہ زندگی عطا فرمایا ہے، جو نظام زندگی عطا فرمایا ہے، اس نظام زندگی کو ہم مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیں اور اسی پر چلتے رہیں تو ہم دنیا کی قیادت کے مستحق ہونگے ورنہ ہم دنیا کی قیادت نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [سورۂ آل عمران:۱۰۴]

(تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور وہی لوگ کامیاب ہوں گے)۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے امت خیر یا خیر امت بنایا ہے، آپ امت خیر بھی ہیں اور خیر امت بھی ہیں اور آپ کے ذمہ جو کام ہیں وہ یہی ہیں کہ اچھی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے منع کریں اور جب خود آپ کے اندر یہ چیز موجود ہوگی تو اچھی باتوں سے آپ کا ذہن اچھی باتوں کی طرف مائل ہوگا اور بری باتوں سے آپ کا ذہن متنفر ہوگا، تبھی آپ لوگوں کو اس بات کی طرف دعوت دے سکتے ہیں اور تبھی آپ لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف مائل کر سکتے ہیں اور بری باتوں سے اور جو چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں ان سے آپ ان کو روک سکتے ہیں: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں، اس دنیا کی زندگی کے اندر بھی اور آخرت کی زندگی اندر بھی انشاء اللہ وہی لوگ کامیاب ہیں جو اللہ کے نظام کو صحیح طریقہ سے چلائیں گے اور دنیا کی قیادت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں گے۔

یہ وہ پیغام تھا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہونچایا، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر أو لیو شکن اللہ أن یبعث علیکم عقاباً منہ ثم تدعونہ فلا یستجاب لکم"۔ [رواہ الترمذی] (جس ذات عظیم کے ہاتھوں میں میری جان ہے البتہ تم ضرور امر بالمعروف کرتے رہو گے اور البتہ ضرور تم نہی عن المنکر کرتے رہو گے اور یہی وہ اصل کام ہے، اس کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرتا ہے کوئی مسلمان تو اس کو کامیابی کس طرح سے حاصل ہو سکتی ہے؟ وہ دعا کریگا اس کی دعا سنی نہیں جائے گی، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر کوئی عذاب بھیج دے اور اس کے بعد تم کوئی دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو)۔

اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ﴿لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا، لام تاکید بھی اور نون تاکید بھی، یہ دونوں چیزیں اس کے اندر موجود ہیں، اس لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ ہمارا سب سے بڑا وظیفہ اور سب سے بڑی ہماری ذمہ داری ہے، اس ذمہ داری کو جب ہم انجام دیں گے، تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہمیں حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل ہونے کے بعد ہم لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے سکتے ہیں اور اپنے اندر نمونہ پیدا کر سکتے ہیں اس اسلامی زندگی کا اور اس ایمانی زندگی کا، اور پھر اس پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہم لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

آج دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو اس نعمت اسلام سے محروم ہیں؛ لیکن وہ بھی اسلام کی طرف آنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں، جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام والے اور اسلام قبول کرنے والے اور اسلام کے اندر زندگی کو گذارنے والے اور نسلاً بعد نسل اسلام کے اندر رہنے والے لوگ، اسلام کے پوری طرح سے پابند نہیں ہیں تو ہم کیسے پابند ہو سکتے ہیں، وہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی مسلمانوں کی حالت تو ایسی نہیں ہے جو اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے، اسلام کے مطالعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان خیر امت ہیں اور امت خیر بھی اور مسلمان تو پوری دنیا کی قیادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں؛ لیکن قیادت کا مظہر

کہیں نظر نہیں آتا، جس سے معلوم ہو کہ یہ امت قیادت کے لئے پیدا کی گئی ہو اور قیادت کا عمل اس سے ہو رہا ہو۔

شریعت اسلامیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ شریعت کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ سے جو شریعت ہمیں عطا فرمائی ہے اسے زیادہ سے زیادہ سمجھنے اور اس کی گہرائیوں میں جانے اور اس کے حقائق کو معلوم کرنے اور اس کے احکام وحدود اور اسرار ورموز کو علماء سے معلوم کرنے کی کوشش کریں اور اسی کے مطابق آپ اپنی زندگی کو گذاریں اور شریعت اسلامیہ کو سو فیصد اپنی زندگی کے اوپر منطبق کرلیں تو آپ سچے اور پکے مسلمان ہیں اور آپ کی زندگی شریعت کے مطابق ہے، آپ کی باتیں ہر جگہ سنی جائیں گی اور آپ کی قیادت وامامت ہر جگہ چلے گی، ہر جگہ آپ کی عزت ہوگی، ہر جگہ لوگ آپ کو اکرام اور عزت ومحبت کی نظر سے دیکھیں گے اور آپ کے پیچھے چلنے کی کوشش کریں گے۔

اس بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ شریعت ہم سے کیا مطالبہ کرتی ہے؟ اور ہمیں شریعت والی زندگی کس طرح بنانی ہوگی؟ اور کس طرح اس کا نمونہ ہم دنیا کے سامنے پیش کریں گے؟ اگر ہم نے اس بات کا عزم کر لیا تو ان شاء اللہ ہم شریعت کے قائد، رہنما اور امام ہوں گے۔

اس وقت پوری دنیا کے اندر اضطراب وبے چینی کی جو کیفیت ہے وہ شریعت پر ہمارے عمل کرنے کی وجہ سے دور ہو جائیگی اور لوگ اسلام کی طرف مائل ہونگے اور اسلام قبول کرنے کے لئے لائنوں میں کھڑے ہونگے اور آپ سے درخواست کریں گے کہ ہمیں بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز کر دیجئے اور ہمیں بھی اسلام کی تعلیمات سے بہرہ ور کر دیجئے، اور ہمیں بھی اسلامی تعلیمات کے سایہ میں زندگی گذارنے کے لائق بنا دیجئے، ان شاء اللہ یہ ہو کر رہے گا، مگر شرط یہ ہے آپ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو اور شریعت کے ہر ہر جز پر عمل کرنے کا آپ کے اندر جذبہ ہو تو آپ کے ذریعہ سے دنیا کے لوگوں کو شریعت کی لذت معلوم ہوگی اور وہ یہ سمجھیں گے کہ شریعت کے بغیر زندگی بالکل بیکار ہے اور ایسی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں جس کے اندر شریعت کا نفاذ نہ ہو، لہٰذا آپ اپنی زندگی کو ایسی بنائیں کہ لوگ یہ بات سمجھنے لگیں۔

آپ اسے نمونہ کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کریں، انفرادی طور پر آپ شریعت کی حفاظت کریں یہ کافی نہیں، بلکہ بطور امت مسلمہ کے اور خیر امت کی حیثیت سے آپ اس کی حفاظت کریں اور تمام دنیا تک اس کو پہونچائیں اور دنیا والوں کو یقین ہو جائے کہ اس شریعت کے بغیر انسان کی زندگی ناقص، بیکار اور بدمزہ ہے اور اس کے اندر کوئی لطف نہیں ہے۔

آپ کو یہاں سے یہ عزم کر کے اٹھنا ہے کہ انشاء اللہ آپ شریعت اسلامیہ کو اپنی زندگی کے اندر سو فیصد نافذ کریں گے۔

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

☆ ہندوستانی مسلمان

ایک تاریخی جائزہ اور موجودہ صورت حال کی عکاسی

ہندوستان کی تہذیب، وتمدن کی تشکیل اور ملک کی تعمیر وترقی میں مسلمانوں کا حصہ، ان کے علمی، دینی وسیاسی کارنامے، ان کی شخصیت وخصوصیات اور ان کے موجودہ مسائل ومشکلات

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

صفحات: ۱۷۰ قیمت: ۱۲۰

☆ تحفۂ رمضان [اردو، ہندی]

از حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صفحات: ۵۴ قیمت: ۳۰

نوٹ: طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، نیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

Email.airpnadwa@gmail.com

عالم اسلام

آخری قسط

عالم عربی کی تباہی میں 'بعث پارٹی' کا کردار

.....مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، "بعث پارٹی" کا پودا لگانے میں استعماری ایجنٹوں نے جو کردار ادا کیا تھا اس کا یہ فطری اور لازمی نتیجہ سامنے آنا ہی چاہئے تھا کہ پارٹی کے قائدین اور ان کے آلہ کار رسوائیوں کے دلدل میں پھنس جائیں، اخلاقی اور سیاسی شکست وریخت کے ساتھ ساتھ عام انسانی قدروں کی جس طرح پامالی اور رسوائی ہوئی اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، خصوصاً عہد ناصری اور حافظ الاسد اور صدام کے کارناموں پر تفصیل سے تمام باتیں سامنے آگئی ہیں، ہم یہاں "بعث پارٹی" کے دو سرکردہ بنیادی ارکان ڈاکٹر سامی الجندی اور ڈاکٹر منیف رزاز کی شہادت پیش کرنا چاہتے ہیں، دونوں نے پارٹی کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا تھا، اول الذکر پیرس میں شامی حکومت کے سفیر بھی رہ چکے ہیں؛ لیکن بعد میں دونوں پارٹی سے الگ ہوگئے۔

ڈاکٹر سامی الجندی بعث پارٹی پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "پارٹی سیاسی سطح پر جس تیزی سے ابھری تھی اسی تیزی کے ساتھ وہ رسوا بھی ہوگئی، ہمارے نزدیک پارٹی کا وجود لاحاصل، بے کار، اس کی قیادت استعماری طاقتوں کا کھلونا اور اس کا فکر چوں چوں کا مربہ ہو کر رہ گئی، ہمیں نہیں معلوم کہ یہ پارٹی مارکسیت پر عمل پیرا ہے یا نازی ازم کی روح سے سرشار و بدمست، بعثی مطلق العنان غلام ہیں، وہ سب کے سب انحطاط وپستی اور رذالت کی آخری علامت ہیں، بعثی ہونا ایک تہمت اور گالی کے مرادف ہے، لوگ مذاق اڑاتے ہیں، حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہ عجیب سانحہ ہے کہ ہم لوگوں نے عرب قوم پرستی کو مضبوط و مستحکم کرنے کی غرض سے اس پارٹی کو قائم کیا تھا؛ لیکن اصل قومیت عربیہ کی خدمت کے بجائے ہم اپنا سارا وقت اور تمام بہترین صلاحیتیں دوسروں کے خلاف شکایت، جاسوسی اور سازشوں میں صرف کرتے ہیں، اپنے مخالفین کو بلاسبب قتل کرتے ہیں، عوام کے حقوق کی حفاظت کے بجائے ان پر ہم ڈاکہ ڈالتے ہیں، ہم سے ہماری بداعمالیوں کی بدولت غیر معمولی نفرت کی جاتی ہے، ہمارا خیال تھا کہ اخلاقی زوال کا زمانہ ختم ہوگیا اور ہم نئی تہذیب کا آغاز کررہے ہیں؛ لیکن اس کے بجائے ہم رذالت اور پستی کی آخری علامت بن کر رہ گئے ہیں۔

"بعث پارٹی" کے خلاف دوسری شہادت خود پارٹی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر منیف نے دی ہے، وہ اپنی کتاب "فکر وتطبیق کے درمیان ہولناک خلیج" کے زیرعنوان لکھتے ہیں: "یہاں ایک طائرانہ نظر گروہ بندی اور فرقہ پرستی کی اس خطرناک بیماری پر ڈالنا ضروری ہے جو اس پارٹی تک پہونچ گئی ہے اور جس نے اس کے بنیادی عقیدہ کو زبردست زک پہونچائی ہے، اس پارٹی کی فوجی قیادت نے مصر میں مسلمانوں کے بجائے مسیحیوں کو آگے بڑھانا شروع کردیا، جن فوجی افسران کے اندر دینی واسلامی رجحانات نظر آئے، انہیں مختلف الزامات میں گرفتار کرکے جیل کے حوالے کردیا، دوسری طرف وزرات داخلہ، وزرات ثقافت وسائنس کے اہم اور حساس عہدوں پر مسیحیوں کو متعین کردیا، اخبارات کو کنٹرول کرنے، فلمی صنعت ڈرامہ نویسی میں مسیحیوں کی زبردست حوصلہ افزائی کی گئی، یورپی ذرائع ابلاغ نے بھی مصر کی روشن خیالی اور ترقی پسندی کی تعریف کی، دوسری طرف شامی فوج پر اسماعیلی، نصیری، درزی اور مسیحی گروہوں نے پورا قبضہ کرلیا اور سنیوں کو مختلف طریقوں سے اس اہم ادارہ سے نکال باہر کیا، اس طرح وزرات داخلہ، دفاع وزرات ثقافت، صحافت وذرائع ابلاغ اور مرکزی و صوبائی وزرات تعلیم وتربیت کے کلیدی مناصب پر تمام گروہ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق قابض و متصرف ہوگئے، اس معاملے میں نصیری گروہ سے تعلق رکھنے والے دو جنرلوں صلاح جدید اور عمران نے بڑا اہم کردار ادا کیا، ان دونوں نے فوج میں کمیشن حاصل کرنے، ٹریننگ، ترقی، تبادلہ اور ریٹائرمنٹ کے معاملات میں اپنے گروہ نصیری عناصر کے مفاد کا خصوصی خیال رکھا، جن جنرلوں کا تعلق سنیوں سے ہوتا ان کو دمشق سے دور حلب اور حمص بھیج دیا جاتا، جو لوگ نصیری گروہ سے تعلق رکھتے ان کو دمشق اور لاذقیہ جیسے حساس مقامات پر رکھا جاتا، فوجی ٹریننگ میں عمداً سنی عناصر کے ساتھ غیر معمولی سختی سے کام لیا جاتا، انہیں ترغیب دی جاتی تھی کہ لازمی فوجی تربیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کچھ نقد رقم یا غیر ملکی کرنسی وزرات دفاع کو بطور جرمانہ ادا کردیں، چنانچہ بڑی تعداد میں سنی نوجوانوں نے فوجی زندگی سے اپنے کو بے دخل کرلیا، اس کا فائدہ درزیوں اور نصیریوں کو پہونچا؛ لیکن یہ کام بڑے پیمانے پر پھوہڑ پن طریقے سے ہوا تھا، اسلئے اخبارات اور سیاسی حلقوں میں اس کا

چرچا ہونے لگا، حافظ الاسد نے بھی اپنے فرقہ کے لئے فوج میں اہم رول ادا کیا۔

"بعث پارٹی" کی تشکیل وتاسیس میں میشیل عفلق اور ارسوزی نے بنیادی کردار ادا کیا تھا، ان کی حقیقت کیا تھی؟ ان دونوں کے ذاتی رجحانات و خیالات ڈالتے ہوئے ڈاکٹر سامی الجندی لکھتے ہیں پارٹی میں مسیحی، نصیری، دروزی مسلک کے لوگ غالب تھے، ہم نے جب پارٹی کے دو مقتدر رکن ارسوزی (علوی) اور میشیل عفلق (مسیحی یہودی) سے مذہبی مسائل پر بحث ومناقشہ کیا تو یہ انکشاف ہوا کہ دونوں ہی فرنچ میں باتیں کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، وہ حضرت مسیحؑ اور انجیل کے متعلق تو جانتے ہیں لیکن قرآن اور اسلام سے قطعی ناواقف ہیں، ارسوزی عمومی مجلسوں میں تو عرب قوم پرستی کی باتیں کیا کرتا تھا؛ لیکن اندر سے متعصب اور کٹر نصیری تھا اور پابندی سے نصیری مشائخ کو زکوٰۃ ادا کرتا اور ان کے احکامات کی تنفیذ میں تیزی دکھاتا تھا، جہاں تک میشیل عفلق کا تعلق ہے تو وہ پختہ فکر مسیحی مبلغ تھا اس کی تربیت فرانس کے مسیحی مبلغین نے کی تھی، بعد میں وہ اسرائیلی وزیراعظم گولڈا مائر کا داماد بن گیا اور ارسوزی اور عفلق دونوں کی تاریخ رسوائیوں سے بھری ہوئی ہے، دونوں نے اس پارٹی کو سبوتاژ کرنے اور منصوبے کے مطابق متعین مقاصد کی تکمیل کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا اور یہ تلخ حقیقت ہے کہ مغربی استعمار نے عفلق کے لئے جو رول متعین کیا تھا خصوصاً ویکن سٹی کے پاپائے روم نے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔

یہ بھی واقعہ ہے کہ پارٹی کی تشکیل، دستور سازی اور عوامی سطح پر اس کے فعال وسرگرم اور بااقتدار ہونے کے بعد بائیس سال کے عرصہ میں عرب قوم پرستی کی بنیاد پر کسی عرب ملک کو ایک دھماکہ میں پرونے میں ناکام رہے، اس میدان میں میشیل عفلق کا نام اور کام سرفہرست ہے؛ لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود میشیل عفلق کے مجسمے شام وعراق میں بکثرت نصب کرائے گئے، عفلق نے اپنی زندگی کے آخری بیس سال عراق میں معبود شہنشاہ کی طرح گذارے، عراقی حکومت کا کوئی کام عفلق کے مشورے کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔

مصر وشام کے درمیان جو وحدت ہوئی تھی، روز اول ہی سے وہ ناکامی سے دوچار ہوگئی، اس واضح اور رسوا کن ناکامی کے بعد یہ پارٹی سرکاری سطح پر شام اور عراق میں رہی؛ لیکن مصر وشام اور عراق تینوں ملکوں میں نتیجہ یہی نکلا کہ حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد جس دوررس تبدیلی کی توقع پارٹی سے کی جاتی تھی، وہ بری طرح سے ناکام رہی، انفرادی اور جماعتی خواہشات نے تینوں ملکوں کی وزرات داخلہ کی صلاحیتوں اور اس کے ماتحت کام کرنے والے اداروں (خفیہ محکموں) کو اپنے مخالفین کے کچلنے کے لئے استعمال کیا، شہریوں کی نقل وحرکت، بول چال تحریر وتقریر پر اشتراکی ملکوں جیسی سخت پابندی عائد کردی گئی، یہاں تک کہ ملک میں موجود دیگر دینی و سیاسی اور سماجی تحریکوں اور اداروں میں بھی پارٹی نے غیر ضروری مداخلت کا آغاز کردیا، فوج کے چھوٹے سے طبقہ نے پہلے مصر میں فوج کے اندر، پھر شامی اور عراقی فوج سے چن چن کر دینی عناصر کو نکال باہر کیا۔

عیسائی، درزی، نصیری، اسماعیلی، یہودی اور کمیونسٹ عناصر کو اتنا آگے بڑھایا کہ امور داخلہ، دفاع، خارجہ، کسٹمز اور سنسر شپ جیسے حساس کلیدی مقامات پر مسیحی اور یہودی ونصیری حاوی ہوگئے، فرقہ وارانہ بنیادوں پر کشمکش فوج میں بھی ہونے لگی، عوامی حلقوں کے ساتھ طبقہ خواص کو بھی جیلوں کے اندر ڈالا گیا، ان پر خیانت، وطن دشمنی اور اقتدار کی مخالفت کے الزامات عائد کئے گئے، دوسری طرف معروف اشتراکی نعرہ روٹی، کپڑا اور مکان اور آزادی و روشن خیالی کا ڈھول زور زور سے پیٹنا شروع کردیا۔

"بعث پارٹی" کے ارکان نے ایک کانفرنس میں اپنی پارٹی کی خصوصیات اور کارناموں کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کا صراحت کے ساتھ اعتراف کیا ہے کہ یہ پارٹی ۱۹۶۲ء تک دائیں بازو کی طرف مائل تھی، پھر اس کے اندر ڈکٹیٹر شپ آئی، تیسرے مرحلے میں انفرادی، اجتماعی خواہشات نے بدترین شکل اختیار کرلی، پھر موقع پرستی نے اس کو استعماری مقاصد اور منصوبوں کی تکمیل کے لئے مخصوص اور متعین کردیا، پھر ایسا ہوا کہ ملک کے ساتھ خیانت میں مصر وشام اور عراق میں سرگرم البعث کے نمائندے ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے، مصری شامیوں پر الزام عائد کرتے کہ ابراہیم ماخوس (وزیر خارجہ) حافظ الاسد (وزیر دفاع) نے گولان کو بغیر جنگ کے اسرائیل کے حوالے کردیا، شامی یہ الزام مصریوں کو دیتے کہ انھوں نے سینائی کا پورا علاقہ اسرائیل کو دے دیا، یہ باہمی الزامات اس وقت ختم ہوئے جب اسرائیل نے عراق سے درخواست کی کہ شام اور مصر پر وطن پرستی اور خیانت کے الزامات نہ لگائے جائیں۔

اب ہم اجمالی طور پر "البعث العربی" کے ان وعدوں کا جائزہ لیں گے جو اس نے آغاز میں کیا تھا:

عرب اتحاد: "البعث العربی" کی باقاعدہ تشکیل وتاسیس ۱۹۴۷ء میں ہوئی تھی، اس کے مطابق دس سال تک اس کو اقتدار حاصل نہ ہو

سکا، اس لئے اس عہد کا محاسبہ ہم نظر انداز کر کے ۱۹۵۸ء سے اس کا محاسبہ کرنا چاہتے ہیں کہ آخر اس نے حکومت واقتدار کے دربدست پر حاوی ہونے کے بعد عربوں کو متحد کرنے میں کیا رول ادا کیا۔

"البعث العربی" کا دعویٰ ہے کہ اس کی سرگرم جدوجہد ہی کے بنا پر ۱۹۵۸ء میں مصر وشام کا انضمام و اتحاد عمل میں آیا تھا؛ لیکن اس وعدے کے جائزہ اور تحلیل وتجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں مصر وشام میں بعث پارٹی کے بیشتر ارکان وزارت خارجہ اور وزارت تجارت سے منسلک تھے، دونوں ملکوں کے درمیان انضمام میں پارٹی کے لوگوں کا کوئی رول نہیں تھا، یہی حال فوج کا ہے کہ اس میں چند بعثی تھے جو فوج میں افسری کے عہدے پر فائز تھے، وہ بھی غیر مؤثر تھے، بعد میں جب حکومت کے عہدوں پر یہ لوگ پہونچے تو جمال عبد الناصر نے ان سب کو سبکدوش کر دیا یا خود ان لوگوں نے اپنے استعفے پیش کر دیئے، یہ واقعہ ہے کہ پوری شامی قوم کے اندر انضمام واتحاد کا غیر معمولی جذبہ کام کر رہا تھا، شامی فوج کا بھی یہی حال تھا، بہرشام کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کے قائد رہنما خالد بکداش کے کہ اس پارٹی نے صراحت کے ساتھ انضمام کی مخالف کی تھی، شامی پارلیمنٹ کے ممبر خالد العظم نے بھی ان کی تائید کی تھی، پھر یہ حقیقت ہے کہ ایک ہی پارٹی (البعث) انضمام واتحاد کی داعی تھی اور اسی نے علیحدگی کی بھی تحریک چلائی جیسا کہ "البعث العربی" کے دو ممتاز رہنماؤں اکرم حورانی اور صلاح بیطار کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے، ان دونوں نے حکومت کے عہدے پر رہتے ہوئے انضمام کے دستاویزات پر دستخط کئے، پھر بعد میں علیحدگی کے دستاویزات پر بھی ان لوگوں نے دستخط ثبت کئے، اس کے بعد میں میشیل عفلق کا آفتاب زیادہ بلندی سے چمکنے لگا۔

دوسری تلخ حقیقت یہ ہے کہ "البعث العربی" اتنے عرصہ (بیس سال) سے شام وعراق کی حکومتوں کے دربدست پر حاوی ہے اور بائیس عرب حکومتیں ہیں؛ لیکن پارٹی نے کسی دو ملک کے درمیان ادنیٰ درجہ کا اتحاد قائم کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی، کم از کم شام وعراق کے درمیان ہی انضمام ہو جاتا؛ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی جان کے درپے ہیں اور سخت عداوت پائی جاتی ہے، اس کا اندازہ دونوں ملکوں کے ذرائع ابلاغ سے لگایا جاسکتا ہے۔

تیسری تلخ حقیقت یہ ہے کہ "البعث العربی" نے مصر وشام اور عراق کے اندر طرز حکمرانی کا جو نمونہ پیش کیا، اس کے اثرات دوسرے ممالک کی داخلی سیاست پر پڑے، وزات داخلہ کی تمام صلاحتیں شہریوں کے حقوق کو غصب کرنے اور صحافت کے ذریعہ فکری استبداد کو فروغ دینے بلکہ اس کو عوام، خواص پر مسلط کرنے پر صرف ہوئیں، گویا ایک طرح سے استبدادی اور نیم اشتراکی حکومتیں بیشتر عرب ملکوں میں قائم ہوگئیں، وزارت داخلہ، صحافت، فوج جیسے حساس اور کلیدی عہدوں سے دیندار عناصر کو نکالا گیا، طحدانہ ادب کو پھیلنے کی پوری اجازت دی گئی، بلکہ اس کی سرپرستی کی گئی، فحش ناولوں، فلموں اور ڈراموں کے لئے حکومت نے امدادی رقمیں مہیا کیں، یورپ وامریکہ کے آبرو باختہ فنکاروں، مغنیوں اور رقاصاؤں کی حکومتی اور عوامی سطح پر پذیرائی کی گئی۔

آزادی: کمیونزم نے نئی دنیا کو معاشی نعرہ کے علاوہ آزادی کا بھی نام نہاد نعرہ دیا، "البعث العربی" نے بھی اسی نعرہ کا خواب عوام کو دکھانے کا دعویٰ کیا؛ لیکن خود پارٹی کے اندر استبدادیت اس درجہ سرایت کی چکی تھی کہ بعثی ارکان نے فوج اور حکومت میں اپنے مخالفین ہی پر ہاتھ صاف کئے، اس کے بعد عوام وخواص کی طرف انھوں نے رخ کیا، "البعث العربی" کے جنرل سکریٹری منیف رزاز اور ڈاکٹر سامی الجندی نے اپنی تصنیفات میں شام، مصر اور عراق کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان تینوں ملکوں میں مخالفین کا جس طرح قلع قمع کیا گیا، اس کی مثال اسٹالن کے دور میں بھی نہیں ملتی، سامی الجندی نے لکھا ہے کہ بعثی حکمرانوں نے اپنے مخالفین کو پھانسی دینے کا پورا منظر فلمانے کا ارادہ کیا، مجھے بھی دعوت دی گئی، میں نے دیکھا کہ ایک لائن سے بیس آدمی رسی سے جکڑے ہوئے کھڑے ہیں، ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے، فائرنگ اسکواڈ کے بجائے بعثی ارکان نے خود رائفل کے ذریعہ فائرنگ شروع کی، سینے اور منھ سے خون کا فوارہ نکلا اور تمام مقتولوں کی رسی ڈھیلی کر دی گئی، اس طرح جیسے وہ آگے جھک کر زمین کا بوسہ لے رہے ہوں، میں یہ منظر دیکھ کر باہر کی طرف بھاگا، ایک افسر نے ہنس کر سوال کیا، کیوں یہ کیسا شاندار منظر ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کیا یہی بعث ہے؟ اس نے کہا میں سمجھا نہیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں، میں نے کہا تم ہرگز نہیں سمجھ سکو گے، آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ بعثی حکمرانوں کو یہ خون منھ کو ایسا لگا کہ ان کے معمولات اور تفریح میں یہ بات داخل سی ہوگئی کہ جب بھی ان کا جی گھبراتا بعثی شہزادے اپنی ٹولی لے کر جیل خانے پہنچے، ان کے ساتھ لڑکیاں اور شرابیں ہوتیں، رقص وسرود کی محفل جمائی جاتی، قیدیوں کو لایا جاتا اور ان پر تعذیب کے نئے تجربے کئے جاتے، تشفی

اور تسکین کے لئے اکثر انھیں یہ لوگ قتل بھی کر دیتے، سسکیوں اور آہوں کے درمیان شراب و شباب کی یہ محفل رات گئے تک جاری رہتی، بسا اوقات زندہ دفن کرنے کا بھی منظر یہ شہزادے اپنی آنکھوں سے دیکھتے، شام وعراق اور مصر کے جیل خانوں میں بکثرت ایسے المیے پیش آئے ہیں، یہ سب آزادی اور اشراکیت کے نام پر ہو رہا تھا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹوں سے یہ حقیقت سامنے آچکی ہے کہ عراق کے جیل خانوں میں نوے ہزار بغیر کسی جرم کے بند ہیں، چھ لاکھ سے زائد عراقی ملک سے جلاوطنی کی زندگی گذار رہے ہیں، یہی صورت حال شام کی ہے، جہاں حلب اور حماہ اور حمص کو بلڈوزر اور بمباری سے تباہ و برباد کر دیا گیا، شام کی ساٹھ فیصدی آبادی ملک سے باہر اور چالیس ہزار جیلوں کے اندر، جمال عبد الناصر کے عہد میں بھی مصر کی یہی صورت حال تھی۔

اشتراکیت: اشتراکیت، سوشلزم اور سماجی انصاف ایسے پرفریب نعرے ہیں کہ تیسری دنیا اس میں مبتلا رہی؛ لیکن جب خود روس وچین نے اس لبادے کو اتار پھینکا، تب جا کر تیسری دنیا کو یقین آنے لگا کہ یہ نعرے پرفریب ہیں اور صرف پروپیگنڈے کے زور پر ان کو سکہ رائج الوقت بنا دیا گیا تھا، "البعث العربی" نے عالم عربی کے سامنے اشتراکیت کو ایسے انداز میں پیش کیا جیسے یہی ان کے تمام دردکا درماں اور نجات دہندہ ہیں، چنانچہ اقتدار کی باگ ڈور ہاتھ میں آتے ہی مصر وشام اور عراق میں تمام عوامی اور پرائیوٹ صنعتوں کو قومیا لیا گیا اور پروپیگنڈہ یہ کیا گیا کہ کارخانوں کے مزدوروں کی بدبختی اب ختم ہوگئی ہے، ان کو کارخانوں کا حصہ دار بنا دیا گیا ہے، وہی ان تمام کارخانوں کے اصل مالک ہیں، مزید یونین بنانے کا ان کو حق دے دیا گیا ہے، اب ملک سرمایہ داروں کے پنجہ استبداد سے نکل رہا ہے، ہر انسان کو روٹی، کپڑا اور مکان مفت ملے گا، تعلیم ہوا اور پانی کی طرح مفت ملے گی۔

تینوں ملکوں میں جب قومیانے کا چکر چلایا گیا تو بڑے کارخانوں کے علاوہ گھریلو صنعتوں کو بھی نہیں بخشا گیا، حکومت نے ایسے اقدامات کئے کہ جو اشیاء روزمرہ کے استعمال کی گھروں میں تیار ہوتی تھیں، وہ بھی حکومت کے قبضے میں چلی گئیں، مٹی کے برتن، ماچس، کاغذی پھول، قلم، پنسل، دستی پنکھے، چپل، کپڑے سلنے والی مشینیں، کھراد اور لکڑی کی مشین، لکڑی کی مصنوعات، اس کے علاوہ کھیتوں میں پیدا ہونے والی سبزی، ترکاری اور پھل کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے غلے بھی حکومت کے قبضے میں آگئے، ان تمام اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ ان صنعتوں سے وابستہ تھے وہ بیکار ہوگئے، عرصے تک کارخانے بند رہنے کی وجہ سے لوگ بیکار ہوگئے، مشینیں خراب ہوگئیں، جو لوگ ان کارخانوں کے ذمے دار بنائے گئے، وہ اقربا پروری کی بنیاد پر لائے گئے تھے نہ کہ فنی مہارت کی بنا پر، اسی لیے بربادی انتہائی بھیانک تھی، یہ لطیفہ نہیں واقعہ ہے کہ معتوب صحافیوں کو جوتے کے کارخانے کا منیجر اور کارخانوں کے افسروں اور سپروائزروں کو کتب خانوں کا انچارج بنا دیا گیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر جیسا زرخیز ملک جو پہلے کپڑے باہر بھیجتا تھا، اب یہ تمام اشیاء باہر سے [illegible] لگا، شام تو سبزی، ترکاری اور پھلوں کی کثرت کے لئے مشہور تھا، اب وہاں یہ چیزیں باہر سے آتی ہیں، پانی تک پینے کے لئے نہیں ملتا، مصر میں نصر نامی موٹر کا کارخانہ تھا، اس کی پیداوار ٹھپ ہوگئی، عراق میں ایک درجن کے قریب کھجور سے شکر تیار کرنے کے کارخانے تھے، وہ سوشلزم کی برکت سے بند ہوگئے، غذائی اشیاء اور تمام دوائیں باہر سے منگوائی جاتی ہیں اور یہ سب کاروبار غیر ملکی قرض سے انجام دیا جارہا ہے، قومی زندگی کا نصف حصہ پروپیگنڈے پر اور نصف حصہ فوج پر خرچ کیا جارہا ہے، غیر ملکی قرضوں کا انبار ہے کہ اس کی ادائیگی میں برسوں پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔

قومی خیانت: "البعث العربی الاشتراکی" کے ذریعہ میشیل عفلق اور اسوزی نے اور ان دونوں کے ذریعہ استعماری طاقتوں نے وسیع پیمانے پر عالم عربی میں جو بیج بوئے تھے، وہ اس نے جون ۱۹۶۷ء میں پہلے پھل کے طور پر حاصل کئے، اس کے بعد سے یہ تناور درخت برابر برگ وبار لا رہا ہے، مصری قیادت نے صحراء سینائی کا پورا علاقہ مع نہر سوئز اور پورٹ سعید کے دشمن کے حوالے کر دیا، ہاشمی قیادت نے گولان اور قنیطرہ جیسے فوجی اہمیت کے علاقے چاندی کی تھالی میں پیش کر دیئے، اردن نے بیت المقدس، غزہ اور مغربی پٹی حوالے کر دی۔

"البعث العربی" کے ذریعہ نئی نسل کے دل و دماغ کو ڈھانے کے لئے طحدانہ نصاب ونظام و تربیت کا بھرپور استعمال کیا گیا، رہی سہی کسر روس، مشرقی جرمنی اور مغربی ملکوں کے تعلیمی مراکز نے پوری کر دی، عرب صحافت اور ذرائع ابلاغ نے مادی اور شہوانی لٹریچر کو فروغ دینے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں، سیاسی اور فوجی قیادت میں وسیع پیمانے پر کرپٹ اور بدکردار افسروں کو آگے بڑھایا گیا، صالح عناصر کی تطہیر کا کام پہلے ہی ہو چکا تھا، اس لیے ملک کو فروخت کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی، سیاست اور صحافت دونوں نے شکست کو فتح اور ناکامی کو کامیابی سے تعبیر کیا اور مغلوب ومقہور عوام نے اس پر یقین کر لیا، ان تین ملکوں کے حالات پر لیبیا اور تیونس کو قیاس کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوز دروں

آخری قسط

جسم کے ساتھ روح کی فکر کیجئے!

.....مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

قرآن کریم کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں، یہ آخری کتاب ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس کا نام ہی قرآن ہے جس کے معنی ہیں پڑھی جانے والی کتاب، قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، پھر دنیا میں کوئی کتاب نہیں جس کو حفظ کیا جاتا ہو سوائے قرآن مجید کے، ہر ہر نبی کو معجزہ دیا گیا؛ لیکن انبیاء کرامؑ کی نبوت محدود تھی اور علاقہ وار تھی، لہٰذا انبیاء کرامؑ کو جو معجزے دیئے گئے وہ بھی علاقائی تھے، انبیاء کرامؑ دنیا سے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے وہ معجزے بھی باقی نہیں رکھے؛ لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دائمی ہے، قیامت تک باقی رہنے والی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو معجزہ عطا فرمایا وہ بھی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور وہ ہے قرآن، دس دفعہ آپ کوئی کتاب پڑھیں، گیارہویں دفعہ پڑھنے میں دل نہیں لگے گا اور قرآن سو سو مرتبہ، ایک ایک ہزار مرتبہ آدمی پڑھتا ہے؛ لیکن ہر دفعہ نئی بہار، نئی لذت اور نیا مزہ محسوس ہوتا ہے۔

یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہم کو عطا فرمایا، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ترین آدمی وہ ہے جو قرآن کو پڑھے اور پڑھائے، یہ جو ہمارے مدارس ہیں، اصل میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے لئے قائم کئے جاتے ہیں، اس لئے ان کا جو مقام ہے، وہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے، پھر اس کے علاوہ اور علوم ہیں جو انسانیت کے لئے نافع بھی ہیں اور ضروری بھی ہیں، خواہ وہ انجینئرنگ ہو یا ڈاکٹری یا اس کے علاوہ دنیا کے علوم، ان کو اپنی ضرورت کے مطابق دنیاوی حیثیت سے پڑھنا ضروری ہوگا، مثلاً بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مسلمان ڈاکٹر یا نرس کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور کوئی مسلمان نرس یا ڈاکٹر نہیں تو وہاں ڈاکٹری پڑھنا ضروری ہوگا، علم بہر حال ہر اعتبار سے علم ہے؛ لیکن تنہا علم کافی نہیں، اس کے لئے قرآن میں فرمایا: ﴿اقرأ﴾ پڑھو سب کچھ؛ لیکن ﴿باسم ربك﴾ اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ پڑھو، آج امریکہ میں، یورپ میں، جرمن اور جاپان میں کالجز کی بھرمار ہے؛ لیکن ان کا علم ان کو نفع نہیں پہونچا رہا ہے، ان کا علم ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے، اس لئے کہ وہاں اس علم سے بم بنا رہے ہیں، اس علم سے وہ زہریلی گیس تیار کر رہے ہیں، اس علم سے وہ اخلاق کو برباد کر رہے ہیں، اس علم سے انسانیت کو تباہ کر رہے ہیں، اس علم سے انہوں نے پوری کائنات کو بازیچہ اطفال بنا ڈالا، علم ہے ان کے پاس، مگر وہ علم ان کے لئے سانپ بن گیا ؎

علم را برتن زنے مارے بود
علم را بردل زنے یارے بود

علم اگر جسم کے لئے استعمال کیا جائے گا تو سانپ بن جائے گا، اگر دل کے لئے استعمال کیا جائے گا تو یار بن جائے گا، علم اپنے اعتبار سے بلند ہے، مگر علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ کے نام کے سائے میں ہو، اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو دیکھنے کے لئے آنکھ عطا فرمائی، اس میں دیکھنے کی صلاحیت رکھی، اگر آدمی آنکھیں بند کر لے تو کتنا ہی دیکھنے والا ہو نہیں دیکھ سکتا اور جو قوت بصارت ہے وہ عقل ہے اور آنکھ یہ علم ہے، آپ نے عقل کا استعمال علم کے ساتھ نہیں کیا، آنکھیں کھولیں اور غور کرنا شروع کیا تو اندھیرا چھایا ہوا رہے گا، ہزار آنکھیں ہوں تو بیکار ہیں، اسی طرح آپ کے پاس علم بھی ہے؛ لیکن اندھیرا چھایا ہوا ہے اس لئے دیکھ کچھ نہیں رہے ہیں، تو اس کے لئے شریعت کے سورج کی ضرورت ہے، اگر یہ سورج شریعت کا نہیں ہے تو آپ کو بھلائی نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی اور اگر علم بھی حاصل کرے تو اس کو علم مل جاتا ہے؛ لیکن اگر اس کو شریعت حاصل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے واقفیت نہیں تو قوت بصارت اس کے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتی، اس کے لئے علم بھی ہو، مدرسے بھی ہوں، کالجز بھی ہوں، یونیورسٹیز بھی ہوں اور مراکز علمیہ بھی ہوں؛ لیکن ان سب کا تعلق اللہ کے نام کے ساتھ ہو، رسول اللہ کی شریعت سے ہو تو وہ علم نافع ہوگا، اس کی مثال یہ ہے کہ ڈاکٹر کو ڈاکٹر اس لئے بنایا گیا کہ اپنی ڈاکٹری سے انسان کو نفع پہونچائے، پیٹ میں یا سر میں درد ہوا، ڈاکٹر کے پاس گئے، حال بتایا، اس نے دوا دے دی، آپ سے ہمدردی کا معاملہ کیا، دوا بھی سستی دی، درد بھی ماشاء اللہ جاتا رہا، آپ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب بڑے صاحب اخلاق ہیں، ایک دوسرے ڈاکٹر کے پاس گئے اور درد سر کی شکایت کی اس نے کہا کہ آپ ذرا ایکسرے (X.RAY) کرالیں، ایکسرے مشین خود لگا رکھی ہے، ذرا بلڈ بھی ٹیسٹ کرا لیجئے، اب وہ نسخہ جو پانچ روپے میں

ہو سکتا تھا وہ اس نے پانچ ہزار روپے میں بنا دیا، اب یہ ڈاکٹر نہیں بلکہ ڈاکو ہے، اس سے علم کا مقصد فوت ہو گیا، ڈاکٹری کا علم اسلئے رکھا گیا تھا کہ انسان کے جتنے جسمانی امراض ہیں ان کو نفع ہو جائے، ایسے ہی انجینئرنگ کا مسئلہ ہے کہ اسکوپل بنانا ہے، گھر کا نقشہ بنانا ہے تو وہ پہلے آپ کی جیب دیکھے گا، اس سے اندازہ لگائیے کہ ہمارا ذہن و دماغ کتنا فاسد ہو چکا ہے، علم تو اچھا ہے؛ لیکن ہم نے اسے خراب کر لیا، اگر اللہ کے لئے انجینئر بنا ہوتا، اللہ کے لئے ڈاکٹر بنا ہوتا تو سارے علوم نافع ہوتے، مگر جب اللہ کے لئے نہیں رہا تو یہ انسانیت کے لئے ظلم وزیادتی کا ذریعہ بن گیا۔

اگر آپ کے سر یا پیٹ میں درد ہوتا ہے تو آپ نرسنگ ہوم بھاگے پھرتے ہیں، ایک نرسنگ ہوم میں آرام نہیں تو دوسرے میں، دوسرے میں نہیں تو تیسرے میں جاتے ہیں، کیوں جا رہے ہیں؟ آپ کا فائدہ نہیں ہوا تو چھوڑ دیجئے نہیں، ایک بھی ڈاکٹر کو نہیں چھوڑتے ہیں اور بورڈ دیکھتے ہیں، اگر اس میں لکھا ہے B.U.M.S. تو چھوٹا ہے اور اگر M.B.B.S. تو کہتے ہیں ہاں یہ ہے ڈاکٹر، یہ کان کا ماہر ہے، یہ پیٹ کا ماہر ہے، اگر پیسے نہیں تو قرض لیا جا رہا ہے، کیوں آخر؟ اسلئے کہ جسم کی اہمیت ہے، حالانکہ ہماری روح بیمار ہے اور کسی کو فکر نہیں، روح پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے تو ڈاکٹر نہیں بدلتے، یہاں ایک ڈاکٹر سے فائدہ نہ ہوا تو دوسرے کے پاس چلو، دوسرے سے فائدہ نہیں تو تیسرے کے پاس چلو، یہ شفاخانہ اچھا نہیں تو وہاں چلو، بڑی فکر ہو رہی ہے جسم کی اور عقیدہ خراب ہے، بیمار ہے، مولوی نہیں بدلتے، ایک ڈاکٹر نے آپ کو اگر غلط گولی دیدی تو فوراً ایکشن لیتے ہیں اور ڈاکٹر بدل لیتے ہیں؛ لیکن ایک مولوی نے غلط گولی دیدی تو آپ اس کے ظاہر کو دیکھ کر ایمان وعقیدہ قائم کر لیتے ہیں، جب کہ اس نے آپ کو غلط گولی دے کر قتل کر دیا ہے، دو چار کے پاس جاتے تو پتہ چل ہی جاتا کہ کون صحیح ہے کون غلط، کیوں نہیں جاتے؟ یہ اصل میں فکر کی بات ہے، اگر ہم کو فکر ہوتی اپنے عقیدہ کی، اپنے اخلاق کی، اپنے معاملات کی، اپنی شریعت کی اور اللہ کے بتائے ہوئے راستہ کی اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی، تو آدمی بھاگا پھرے اور اس میں یہ نہ ہو کہ مولوی صاحب نے غلط بتایا تو ان کے سر، صحیح بتایا تو ان کے سر، قرآن کہتا ہے: تم کو عقل نہیں تھی سوچتے کیوں نہیں؟ ابھی حافظ صاحب نے جو آیت پڑھی تھی: ﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ اگر ہم سنتے ہوتے اور عقل کا استعمال کرتے تو جہنم میں نہ جاتے، یہاں پر عقل کو تالا چڑھا دیا جاتا ہے اور عقلیں کام نہیں کرتیں، ایسا کیوں؟ جب عقل جسم کے لئے کھول رکھی ہے تو روح کیلئے کیوں بند کر رکھی ہے؟

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، ہمارے یہاں رائے بریلی میں ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ وہ بڑے سنت کے پابند تھے، جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اورنگ زیبؒ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا، حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ گھبرا گئے، انہوں نے اس رات کی تاریخ لکھ دی اور جو خواب کی تعبیر دیتے تھے، ان سے پوچھا کہ اس طرح خواب دیکھا ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، انہوں نے تعبیر بتائی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو سب سے بڑے متبع سنت بزرگ تھے، ان کا انتقال ہو گیا ہے، پتہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ علم اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ انکے پاس ایک صاحب آئے اور ایک سال تک ان کے پاس رہے، ایک سال رہنے کے بعد بیعت ہوئے، انہوں نے کہا کہ میں ایک سال اسلئے رہا کہ دیکھوں آپ سنت کی کتنی پابندی کرتے ہیں؟ آپ نے ایک سال میں ایک سنت بھی نہیں چھوڑی، اسلئے اب میں بیعت ہوتا ہوں، تو ہم کس طرح دیکھیں؟ ہم جس کا بھی دامن پکڑنا چاہیں تو کتاب وسنت کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس کا عمل اس کے مطابق ہے کہ نہیں، قرآن پڑھ کر دیکھ لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ہیں، انکے مطابق اسکی زندگی ہے تو وہ سچا ہے، اگر اسکے مطابق نہیں تو وہ کتنا ہی آسمان پر اڑتا پھرے سب بے کار، اسلئے کہ جناب رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا: ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنة رسوله' ایک اللہ کی کتاب دوسرے رسول ﷺ کا طریقہ یعنی میری سنت، یقیناً یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ مناروں کی طرح قائم رہیں گی اور ان کے ذریعہ راستہ معلوم ہوتا رہے گا، جو دیکھے ان کے بیچ سے چلا جائے۔

آپ کتاب اور سنت کی روشنی میں دیکھ لیجئے اور اس میں سب سے اہم ترین چیز نماز ہے، چونکہ نماز ایسا معیار ہے کہ اچھوں اچھوں کے بھرم کھل جاتے ہیں، جو منافق اور غلط قسم کے لوگ ہیں ان سے پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھی جاتی یعنی جو رہنما اور رہبر ہیں، پھر نماز نہ پڑھنے کا کیا مطلب؟ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو رہنماؤں کے رہنما، آقاؤں کے آقا اور قائدوں کے قائد، رحمۃ للعالمین، بخشے بخشائے اور سارے درجات پر فائز، سارے مراتب پر سربلند تھے، ان کا حال تو یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھیں کہ پاؤں پر ورم آ جائے اور ان کے ماننے والے ایک وقت کی نماز نہ پڑھیں یہ کون سی بات ہوئی؟ جو نماز نہ پڑھے

اسکو قائد کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ پہلا معیار تو یہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے کہ نہیں؟ اس کے بعد اور چیزیں دیکھئے قرآن موجود ہے، حدیث موجود ہے، اس میں سب لکھا ہوا موجود ہے، اسکو پڑھنے کے لئے ضرورت ہے علم کی، علم اتنا آجائے کہ موٹی موٹی باتیں تو سبھی کو معلوم ہوجائیں، اسی لئے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے مرد ہو کہ عورت، چاہے بوڑھا ہو کہ جوان، چاہے بچہ ہو کہ ادھیڑ، چاہے دور کا ہو کہ قریب کا، اپنا ہو کہ غیر اور جب اتنا علم حاصل ہوجائے گا تو کوئی بڑا دھوکہ نہیں دے سکتا، ایک قصہ میں نے سنا تھا کہ جب موٹریں نئی نئی ایجاد ہوئی تھیں تو ایک آدھ موٹر کسی راجہ مہاراجہ کے پاس ہوتی تھی، ایک راجہ صاحب نے موٹر خریدی، پہلے موٹریں سمندر پار سے آتی تھیں اور چلانے والا بھی وہیں سے آتا تھا، اسلئے کہ یہاں چلانا کوئی نہیں جانتا تھا، وہی اسکا میکینک بھی ہوتا تھا، چنانچہ موٹر آگئی، مہارانی صاحبہ کو ایک روز کہیں جانے کی ضرورت پڑی، ڈرائیور کو اطلاع کرائی گی، ڈرائیور نے کہا کہ مہارانی صاحبہ گاڑی خراب ہوگئی ہے، اس نے کہا کیا خرابی آگئی؟ وہ تو بے چاری صرف بیٹھنا جانتی تھی، اس زمانہ میں لوگ واقف بھی نہیں تھے، کہا کہ ذرا سا مسئلہ ہے، پوچھا کیا مسئلہ ہے، کہا پانچ سیر گھی اور دس سیر دودھ کی ضرورت ہے اور گاڑی ٹھیک ہوجائے گی، آپ یہاں پر جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بچے بھی ہنس رہے ہیں، اس بات پر کہ عجیب بات ہے کہ موٹر سائیکل میں کہیں بھی گھی اور دودھ ڈالا جاتا ہے؟ تو میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہنس کیوں رہے ہیں، اس لئے کہ موٹر سائیکل کا علم اتنا عام ہوگیا ہے کہ اب اتنا بڑا دھوکہ کوئی نہیں دے سکتا، میکینک دھوکہ دینے میں مشہور ہیں تو وہ پانچ کی جگہ پچاس اور سو کی جگہ دو سو لے لیں گے، مگر اب دودھ نہیں ڈلوا سکتے تو اتنا علم تو سب کو آجانا ہی چاہئے کہ عقیدہ ختم نہ کیا جاسکے اور عقیدہ پر ڈاکہ نہ ڈالا جاسکے اور آپ میکینک ہوجائیں تو کوئی دھوکہ بھی نہ دے سکتا، یہ مدرسے جو قائم کئے جاتے ہیں، یہ میکینک پیدا کرتے ہیں اور یہ شفاخانے بھی ہیں اور روحانی اور اخلاقی کارخانے بھی، یہاں اخلاق بنائے جاتے ہیں، یہاں روحانی علاج کیا جاتا ہے، یہاں عقیدہ کو درست کیا جاتا ہے، یہاں انسانیت سکھائی جاتی ہے، یہاں انسانیت کا سبق دیا جاتا ہے، یہاں کا اصل سبق جو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا وہ سکھایا جاتا ہے، لوگوں کے اندر روحانی باتیں پیدا کی جاتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "کلکم من آدم و آدم خلق من تراب" سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں، یہ انسان اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو تم میں سب سے زیادہ پیارا وہ لگتا ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کے احترام کو بتانے کے لئے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ تم میں سب سے اعلیٰ وہ ہے جو انسان کی خدمت کرے، جب جانور کی خدمت کرنے سے بیڑا پار ہوسکتا ہے تو انسان کی خدمت میں تو نہ جانے کیا مقام حاصل ہوجائے گا، پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر دو باتیں پیدا کی جائیں اول تو بندگان خدا سے محبت، دوسرے اللہ کا خوف اور خوف یہ ہے کہ وہاں حساب وکتاب پیش کرنے کی تیاری کی جائے۔

حضور پاک علیہ السلام نے ایک قصہ سنایا کہ تم سے پہلی امت میں ایک صاحب تھے، انہوں نے بہت غلط کام کئے تھے، لیکن ان کے اندر خدا کا خوف تھا، ان کے اندر اتنی بے چینی پیدا ہوئی کہ اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا اور میری راکھ بکھیر دینا تاکہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے نکل جاؤں اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پکڑ ہی نہ سکیں، بہرحال انکی وصیت کے مطابق جلایا گیا پھر راکھ بکھیر دی گئی، ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس سے کہیں آگے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہواؤں کو حکم دیا کہ راکھ جمع کردو، ایک لمحہ میں راکھ جمع ہوگئی، پھر فرمایا: ﴿کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ کھڑے ہوجاؤ بندۂ خدا! وہ کھڑا ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اب تو تم میرے سامنے آگئے، اس نے بڑے ادب سے کہا کہ رب کریم آپ ہی کے ڈر کے مارے یہ کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ کو بھی ترس آگیا، حکم فرمایا کہ اسے جنت میں پہونچاؤ، پہونچ گئے وہیں، اب تو یہ عقیدہ کا مسئلہ نہیں رہا، کیونکہ اس زمانے میں لوگ جانتے نہیں تھے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، اب اگر کوئی یہ کرے گا تو بات نہیں بنے گی، اب تو اللہ کا خوف ہونا چاہئے اور ہاتھ جوڑ کر سچے دل سے معافی مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! میں بڑا سیہ کار، بڑا خطا کار، بڑا گناہ گار ہوں؛ لیکن معافی مانگنے آیا ہوں، مجرم ہوں؛ لیکن اقراری ہوں اور تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں، آپ تو اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہیں، معاف فرمائیں تو ان کو تو ترس آہی جائے گا اور پھر صحیح راستہ پر اپنی زندگی کو ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے ابھی توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب یہاں علم کا مرکز قائم کرنے کا ارادہ کرلیا گیا تو اب ہم میں سے ہر شخص اس میں لگ جائے اور جن لوگوں کو علم نہ آتا ہو وہ علم حاصل کریں اور جن کو پڑھنا نہ آتا ہو وہ پڑھنا سیکھیں، جناب رسول پاک علیہ السلام کے دربار میں ایسا نہیں تھا کہ صرف بچے ہی پڑھتے ہوں، وہاں بوڑھے تھے، عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے اور جوان بھی تھے اور جتنے طبقے تھے سب علم حاصل

کرتے تھے، اسی طرح ہم نے بچوں کے لئے تو انتظام کیا ہے، مگر جو بوڑھے ہیں وہ بھی علم حاصل کریں اور اسکے لئے محنت کریں، اللہ تعالیٰ اس محنت کے طفیل ان کو عالم بنا کر اٹھائے گا، اس لئے کہ حدیث شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو حفظ کرتا ہوا اور دنیا سے رخصت ہوجائے، اللہ تعالیٰ اسکو حافظ بنا کر اٹھائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے: "من سأل اللہ الشهادة بصدق بلغه منازل الشهداء وان مات علی فراشه" جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچائی کے ساتھ شہادت مانگے گا، اللہ تعالیٰ اسکو درجہ شہادت عطا فرمائے گا، اگرچہ وہ بستر ہی پر کیوں نہ مرجائے، تو بندہ محنت میں لگ جائے، اسی پر اللہ تعالیٰ محبوب فرمادیتا ہے۔

آپ نے وہ قصہ بھی سنا یا پڑھا ہوگا کہ ایک شخص ننانوے قتل کرکے توبہ کرنے چلا، ایک صاحب سے پوچھا جو عالم نہیں تھے کہ میرے اس جرم کی توبہ ہے؟ انہوں نے اسکو دھتکار دیا اور کہدیا کوئی توبہ نہیں، اس نے کہا کہ اچھا تو پھر پورے سو ہی کیوں نہ کردیئے جائیں، اٹھا اور اسکو قتل کردیا؛ لیکن دل میں ایک کسک تھی، ایک دوسرے صاحب کے پاس پہونچے جو عالم تھے، ان سے کہا کہ میں نے سو قتل کئے، کیا اسکی توبہ ہے؟ انہوں نے کہا بالکل توبہ ہے، مگر تم یہ کرو کہ جہاں تم رہتے ہو وہ جگہ چھوڑ کر ایک اچھی جگہ میں بتا رہا ہوں، وہاں چلے جاؤ، وہ وہاں سے فوراً اس جگہ کی طرف چلدیا، راستہ میں موت کا فرشتہ آگیا اور وہیں انتقال ہوگیا، اب جو اسکی روح قبض ہوئی تو جہنم کے فرشتوں اور جنت کے فرشتوں میں بحث ومباحثہ شروع ہوا، جہنم کے فرشتے کہتے تھے کہ اسکو جہنم لے جائیں گے، جنت کے فرشتے کہتے تھے کہ توبہ کرکے آیا ہے اللہ نے اس کو معاف فرمادیا، اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرے فرشتہ کو فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا، اس نے کہا کہ جہاں جارہا تھا (اچھوں کی زمین) اگر وہ زمین قریب ہے تو جنت کے فرشتے اٹھائیں اور اگر وہ کم ہے تو جہنم والے اٹھائیں اب جو نپائی شروع ہوئی تو جدھر جارہا تھا وہ زمین ذرا کم تھی، اللہ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اے زمین کھسک جا، زمین ادھر سے قریب ہوگئی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کا فیصلہ فرمادیا، تو ہم کتنے ہی مجرم، کتنے ہی پاپی، کتنے ہی نالائق، کیسے ہی غلط کام کرنے والے ہوں؛ لیکن آج سے ہم تہیہ کرلیں کہ اب سے علم حاصل کرنا ہے اور علم حاصل کرنے کے راستہ پر چلنا ہے اور اپنے ہر بچہ کو علم حاصل کروانا ہے ورنہ ان بچوں کی پوچھ اللہ کے یہاں آپ سے ہوگی اور یہ بچے قیامت میں آپ کا دامن پکڑ لیں گے اور کہیں گے یہ میرا باپ ہے جس نے مجھکو علم سے روکا اور علم حاصل کرنے نہیں دیا، اے اللہ! تو اس کو سمجھ لے، تو اپنے بچوں کو علم حاصل کروائیں اور خود کو بھی اچھے راستہ پر ڈالیں اور مدرسہ کی قدر کریں، دیکھئے قدر بہت بڑی چیز ہے، اللہ تعالیٰ جب قدر کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے تو اس کے ساتھ برکتیں بھی نازل فرماتا ہے اور ناقدری سے محرومی بھی ہوتی ہے۔

اللہ نے اتنے دور مقام پر جہاں علم کا کوئی چرچا نہیں، ایسا علمی مرکز قائم فرمایا، تو آپ حضرات ہر اعتبار سے اس کا تعاون فرمائیں، دامے، درمے، قدمے، سخنے اور دعاؤں کے ذریعہ بھی، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، آمین۔ اور قبول فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسکو صحیح رہنمائی عطا فرمائے، اسکے ذمہ داروں کا حق ہے چلانے کا حکمت کے ساتھ، دانائی کے ساتھ، تدبیر کے ساتھ، اچھے طریقے کے ساتھ اور آپ کا حق ہے تعاون کا، خیر خواہی کا، انہوں نے حق ادا نہ کیا تو انکی پکڑ، آپ نے حق نہ ادا کیا تو آپ کی گرفت، ایک بات اور یاد رکھنی چاہئے کہ یہ دور زیادہ باتوں کا نہیں، کام کا زیادہ ہے، پریکٹیکل زیادہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی سکھایا ہے، ہم میدان میں آئیں اور نمونہ پیش کریں، اسلئے کہ ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسن کلام سے ہوگی

دعا فرمائیں کہ اے اللہ! اسکو ہمارے لئے باعث خیر بنا، پورے علاقہ کے لئے منارۂ نور بنا، اس کی برکتیں، اسکے انوار دور دور تک پھیلا دے، اس علاقہ کو جگمگادے، ظلمتیں کافور فرمادے، تاریکیاں چھانٹ دے، دل منور کردے، دماغ روشن کردے، ہم سب کو اپنا بنالے اور اپنی مرضیات پر چلنے والا بنادے اور منہیات سے بچنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ارحم الراحمین۔

☆☆☆☆☆

مولانا عبدالقادر گجراتی ندوی نائب مہتمم مقرر

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے مولانا عبدالقادر گجراتی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کو نائب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مقرر کیا ہے، مولانا نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔

فیضانِ نبوت

تعلیم وتربیت میں حضور ﷺ کا مثالی وانقلابی کردار

خالد فیصل ندوی

قال اللہ تعالیٰ: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [سورۃ الجمعۃ/۲،۳]

ترجمہ: اسی (اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ) نے امیوں میں، انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور بیشک یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے (اور اللہ تعالیٰ نے اس نبی کریم کو) ان میں سے ان دوسرے لوگوں (بقیہ عرب وعجم) کے لئے (بھی بھیجا ہے) جو اب تک عرب مسلمانوں سے نہیں ملے ہیں اور اللہ تعالیٰ زبردست اور حکیم ہیں۔

عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں بسنے والا قبیلہ قریش، خانہ کعبہ کی تولیت وخدمت کی بناء پر سارے قبائل میں معزز ومحترم قبیلہ تھا اور اپنی موروثی خصوصیات کی وجہ سے تمام قبائل میں امتیازی مقام ومرتبہ رکھتا تھا؛ لیکن تمام قبائل کی طرح یہ قبیلہ بھی علم کی دولت سے دور اور محروم تھا، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ملک عرب میں بسنے والی پوری قوم ان پڑھ تھی، آپ ﷺ انہیں میں پیدا ہوئے، باادب و باحیا ماحول میں پلے بڑھے اور جوان ہوئے، چالیس سال کی عمر تک آپ ﷺ کی زبان مبارک تعلیم وتعلم سے ناآشنا رہی، اسی بناء پر آپ "نبی امی" کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ [سورۃ اعراف/۱۵۷] لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا آخری رسول منتخب کرنے کا فیصلہ فرمالیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جملہ علوم و معارف اور حقائق ومعانی پر مشتمل "خیر کثیر" کے دروازے کھول دیئے اور آپ ﷺ کی ربانی تعلیم و تربیت کا شایان شان نظم فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کا "ذکر خیر" مختلف صورتوں میں فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: آپ اپنے رب کے نام سے پڑھئے، جس نے پیدا کیا ہے"۔ [علق/۱] "ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے"۔ [اعلیٰ/۶] "ان (ﷺ) کو بہت زیادہ طاقت والے فرشتہ (حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے سکھایا ہے"۔ [نجم/۵]، "اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آپ ﷺ کو (کتاب وحکمت کے علاوہ اور بہت سی باتوں کا) وہ علم بھی سکھایا ہے جسے آپ نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل (واحسان) ہے"۔ [نساء/۱۱۳] "اور آپ ﷺ یہ دعا کیجئے کہ اے میرے پروردگار! میرا علم بڑھا دیجئے"۔ [طٰہٰ/۱۱۴] آپ ﷺ نے بھی تحدیث نعمت کے طور پر اس حقیقت کا بارہا اعتراف واقرار فرمایا ہے چنانچہ آپ نے ایک حدیث میں بڑے شکر واحسان کے طور پر ارشاد فرمایا کہ: میرے رب نے مجھے علم وادب سکھایا ہے اور خوب بنایا اور سنوارا ہے۔

یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ تعلیم وتربیت، نبوت ورسالت کا اہم ترین منصب ہے اور آپ ﷺ اپنے اس منصب میں بھی بہت ممتاز ونمایاں ہیں، چنانچہ قرآن مجید نے معلم ومربی کی حیثیت سے آپ ﷺ کا ذکر جمیل مختلف مواقع پر کئی سورتوں [بقرہ/۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران/۱۶۴، جمعہ/۲، ۳] میں نہایت ہی جامع وبلیغ انداز میں کیا ہے اور متعدد سورتوں [انعام/۱۹، اعراف/۱۵۸، انبیاء/۱۰۷، فرقان/۱، سبا/۲۸، جمعہ/۳] میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لئے کامل ومکمل اور آخری وعالمی رسول ونبی ہیں اور درس گاہ عالم کے مثالی وانقلابی معلم ومربی ہیں، اسی طرح خود آپ ﷺ نے اپنے معلم ومربی ہونے کی شان کو پوری دنیا کے سامنے ظاہر فرمایا، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں معلم بنا کر ہی مبعوث ہوا ہوں"۔ (ابن ماجہ) اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ: "میں تو اخلاق حسنہ کی تکمیل ہی کے لئے مبعوث ہوا ہوں"۔ (مسند احمد) کبھی یہ ارشاد فرمایا کہ: "میں علم کا شہر ہوں" اور کبھی یہ فرمایا کہ: "علم ومعرفت ہی میری پونجی ہے"۔ (الشفاء) اور کبھی یہ ارشاد فرمایا کہ: "میں تم سب کے لئے والد کی طرح ہوں، تم سب کو ایک ایک چیز کی تعلیم دیتا ہوں"۔ (ابوداؤد) ان احادیث مبارکہ کے ساتھ آپ ﷺ نے تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں اپنے مثالی نمونہ بھی پیش فرمایا ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انفرادی واجتماعی تعلیم وتربیت کی سعی مشکور فرمائی ہے، انفرادی تعلیم وتربیت کے واقعات احادیث شریفہ میں بکثرت موجود ہیں اور اجتماعی تعلیم وتربیت کے لئے مکہ مکرمہ میں "دار ارقم" میں اور مدینہ منورہ میں "صفہ نبوی" میں آپ ﷺ نے بڑا اہتمام فرمایا، پوری نوع انسانی کو اپنا

مخاطب بنایا اور پوری کائنات آپ ﷺ کے لئے "درس گاہ" بن گئی، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے کیا خوب تحریر فرمایا ہے کہ: "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی درس گاہ اعظم میں آکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک عمومی جامعہ ہے، خود معلم کی ذات ایک پوری یونیورسٹی ہے، جس کے اندر علم وفن کا شعبہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور ہر جنس، ہر مذاق کے طالب علم آتے ہیں اور اپنے ذوق اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق کسب کمال کررہے ہیں"۔ [سیرت النبی/۶]

آپ ﷺ نے مکہ اور مدینہ دونوں مبارک شہروں میں ہر جگہ اور ہر مجلس اور ہر راستہ میں انفرادی تعلیم وتربیت کا بڑا اہتمام فرمایا، احادیث وآثار میں اس کے واقعات وروایات بکثرت موجود ہیں، آپ ﷺ کی مثالی تعلیم کے سلسلہ میں بخاری شریف کی درج ذیل روایت قابل ذکر ہے، حضرت ابورفاعہ عدویؓ نے بیان کیا ہے کہ: "میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت خطاب فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں ایک پردیسی آدمی ہوں، جو اپنے دین کے متعلق کچھ معلوم کرنے حاضر ہوا ہے، اس کو معلوم نہیں کہ اس کا دین کیا ہے؟، وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرا سوال سن کر خطاب روک کر میرے پاس تشریف لائے اور اللہ نے آپ کو جو عطا فرمایا ہے، مجھ کو اس کی تعلیم دی پھر واپس تشریف لے جاکر خطاب مکمل فرمایا"۔ (بخاری مختصراً) اسی طرح آپ ﷺ کی انقلابی تربیت کے بارے میں حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ کی روایت کس قدر لائق بیان اور قابل توجہ ہے، ان کا بیان ہے کہ: "میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے چھینک سن کر "یرحمک اللہ" کہا، میرے اس کہنے پر لوگ مجھ کو گھور گھور کر دیکھنے لگے، میں نے کہا کہ حیرت ہے، تم لوگ کیوں مجھ کو اس طرح دیکھ رہے ہو؟ ہماری بات سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے، جب میں نے محسوس کیا کہ مجھ کو خاموش کررہے ہیں تو میں چپ ہوگیا، پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ کو بلایا، قربان جائیں آپ ﷺ پر میرے ماں باپ، ہم نے نہ آپ ﷺ سے پہلے ایسی حکیمانہ تعلیم دینے والا دیکھا، نہ آپ ﷺ کے بعد، خدا کی قسم! نہ مجھے آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا، نہ مارا، نہ برا بھلا کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! نماز میں کسی قسم کی بات نہیں کی جاتی، نماز میں تو اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی بڑائی بیان کی جاتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے"۔ (مسلم)

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں آپ ﷺ کی اجتماعی تعلیم وتربیت کی بہت سی روایتیں موجود ہیں، اجتماعی تعلیم کے سلسلہ میں قابل ذکر روایت حضرت مالک بن حویرثؓ کی ہے، ان کا بیان ہے کہ: "ہم چند نوجوان ایک ہی عمر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں اٹھائیس دن رہے، آپ ﷺ نے اس پوری مدت میں لطف و مہربانی کا معاملہ فرمایا، جب آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ ہم اب اپنے گھروں کو جانا چاہ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا تم کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور انہیں کے ساتھ رہو، ان کو سکھاؤ، نیکی کا حکم دو اور نماز جیسے ہم کو پڑھتے دیکھا ہے، اسی طرح پڑھتے رہو"۔ (بخاری ومسلم) اجتماعی تربیت کے سلسلہ میں درج ذیل روایت کس قدر دلچسپ اور کتنی زیادہ توجہ طلب ہے، روایت یہ ہے کہ ایک بار چند صحابہ کرامؓ کسی سفر سے واپسی پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ایک ساتھی کی بہت تعریف کرنے لگے کہ ہمارا فلاں ساتھی تو بہت نیک ہے، سفر کے دوران یہ مسلسل قرآن کریم کی تلاوت میں لگے رہے، جہاں کہیں ہمارا قافلہ اترتا تو یہ صاحب کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہ ہوتے، بس نوافل میں مشغول ہوجاتے، حضرات صحابہ کرامؓ کا یہ ذہن سامنے آنے پر آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا تھا، اس کے اونٹ کو چارہ پانی کون دیتا تھا؟ حضرات صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ ہم سب اس کے سامان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم اس کے اونٹ کو چارہ پانی دیتے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔ (ابوداؤد)

آپ ﷺ مثالی وانقلابی معلم ومربی ہیں، اپنوں اور غیروں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ کامیاب وکامران اور مقبول و ہردل عزیز معلم ومربی ہیں، آپ ﷺ نے کتاب و حکمت، تعلیم لدنی اور تربیت ربانی کے روشنی میں حضرات صحابہ کرامؓ کی انفرادی واجتماعی تعلیم وتربیت کا اہتمام بلیغ فرمایا اور اس سلسلہ میں بڑی سعی مشکور فرمائی ہے اور اپنے صحابہ کرامؓ کو علوم ومعارف اور اخلاق وآداب کے ایسے گنجہائے گراں مایہ سے مستفیض فرمایا ہے کہ خاک کے یہ ذرہ ہائے بے مقدار، آسمان علم وعرفان اور اصلاح وتربیت پر "نیر تاباں" بن کر چمکے اور اس دنیا کے ہر میدان میں عالم ومعلم، مربی ومصلح، ہادی ورہبر، خلیفہ وحاکم اور قاضی ومنصف بن کر نمودار ہوئے اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں کامل ومکمل اور ممتاز وفائق

بن کر جلوہ افروز ہوئے اور دنیا نے اپنی چشم بینا سے یہ مشاہدہ کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیض کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ نے ملک داری وجہاں بانی کی تعلیم حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے ہنگامہ آرائی وجہاں کشائی کی تعلیم، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابودرداءؓ نے بیان دین ودانش کی تعلیم، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ نے کی زہد و قناعت کی تعلیم، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حقائق علیہ کی تعلیم، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے عائلی قوانین کی تعلیم، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پرورش یتامیٰ واعانت ایامیٰ کی تعلیم اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعبؓ نے فرائض الٰہیہ کی تعلیم پوری دنیا کو دی۔

یہ چند مبارک اسمائے گرامی بطور نمونہ ومثال ذکر کئے گئے ہیں، ورنہ اس درس گاہ علم ومعرفت اور اس مرکز رشد وہدایت کا وہ کون سا طالب علم ہے، جس نے علم ومعرفت اور اصلاح وتربیت کی جوت نہ جگائی ہو، چنانچہ علامہ بلاذریؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ”جس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا، اس وقت چند ہی لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جن کی تعداد سترہ کے قریب تھی، مگر جب آپ ﷺ نے کار نبوت کا آغاز فرمایا اور اپنے مشن کو پھیلانے میں کامیاب ہوئے تو سارا کا سارا مکہ علم سے جڑ گیا اور ایسا جڑا کہ قلیل عرصہ میں ان کے درمیان پڑھے لکھوں کی تعداد میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ جس کی مثال حجۃ الوداع کے موقع پر دیکھنے کو مل جاتی ہے، روایتوں میں آتا ہے ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ موجود تھے، جو زیور علم سے مزین تھے اور آپ کے تربیت یافتہ تھے، یقیناً حضور ﷺ کی تیار کردہ قدسی صفات جماعت صحابہ کرامؓ کا ہر ہر فرد کامل ومکمل اور آخری وعالمی معلم ومربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مثالی وانقلابی تعلیم و تربیت کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں، آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے ان اعلیٰ ومعیاری نمونوں کو ایک بڑے ماہر قانون نے آپ ﷺ کا معجزہ قرار دیا ہے کہ:

”اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرامؓ کے علاوہ، جو عمل کے پیکر تھے، کوئی اور معجزہ نہ ہوتا، ان اصحاب رسول کا وجود آپ کی نبوت کے ثبوت کے لئے کافی تھا“۔ (الفروق) آپ ﷺ کی انقلابی تعلیم وتربیت کی اثر پذیری، حضرات صحابہ کرامؓ پر بلاواسطہ دیکھی جاسکتی ہے، خود قرآن کریم نے ان کی شان میں دائمی شہادت دی ہے کہ: ”(اے مومنو!) تم سب سے بہترین جماعت ہو جو عام انسانوں کی نفع رسانی اور جملہ خیر وبھلائی) کے لئے برپا کی گئی ہو“۔ [آل عمران/۱۱۰] اور دوسری آیت کریمہ میں ان کے ایمان کو دوسروں کے لئے معیار قرار دیا گیا ہے۔ [بقرہ/۱۳۷]

اسی طرح آپ ﷺ کی انقلابی ومثالی تعلیم و تربیت کی اثر آفرینی حضرات تابعین، تبع تابعین، ائمہ، صلحاء اور اکابرین امت پر اور عالم انسانیت کے ہر کس وناکس پر اور دیگر مذہب وقوم پر بالواسطہ دیکھی جاسکتی ہے اور پوری دنیا نے اس عالمی اثر آفرینی کا مشاہدہ کیا ہے اور آج تک مسلسل یہ اثر آفرینی جاری ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ جاری رہے گی، کیوں کہ آپ ﷺ آخری اور عالمی رسول ہیں، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آخری اور دائمی آسمانی کتاب ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی فطری ومیعاری اور مثالی و انقلابی ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیا نے آخری دین اسلام، آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی انقلابی تعلیمات کی عالمی اثر آفرینی کا برملا اعتراف واقرار کیا ہے، چنانچہ ’ایزک ٹلز‘ نے اپنی ۱۲/مئی ۱۷۷۸ء کی مشہور تقریر میں صاف صاف اسلامی تعلیمات کی برکت ووسعت اور افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ: ”افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا وہاں سے زنا، قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل وغارت گری، وہم پرستی، شراب خوری وغیرہ ہمیشہ کے لئے جاتی رہیں، مگر جب اس ملک کے دوسرے حصہ پر کسی غیر اسلام مذہب نے قدم جمایا تو ان لوگوں کو رذائل بالا میں اور زیادہ راسخ کر دیا۔ [رحمۃ للعالمین] مسٹر ٹامس کارلائل نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں تحریر کیا ہے کہ اسلام کا آنا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا، عرب پہلی بار اس کے ذریعہ زندہ ہوئے، اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے کلام کے ساتھ جن پر وہ یقین کرتے تھے، بھیجا گیا، اب دیکھو کہ جن چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا، وہ تمام دنیا میں مشہور ومعروف ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت بڑی بن گئی اور ایک صدی کے اندر غرناطہ سے دہلی تک چھا گئی“۔ (لکچر زآن ہیرو ومختصراً)

اسی طرح مہاتما ستیہ وہاری نے آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی لافانی تعلیمات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ: ”معلم انسانیت، پیشوائے

دین اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا کے بے شمار قیمتی اسباق پڑھاتی ہے، آپ ﷺ کا ہر عمل اور آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو دنیا کے لئے ایک بہترین سبق ہے بشرطیکہ کوئی دیکھنے والی آنکھ سوچنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل رکھتا ہو۔ (نقوش، رسول نمبر) اور مہاتما گاندھی نے اپنے تاثرات کا اظہار کس قدر جامع انداز میں کیا ہے کہ میں دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، میں نے اسلام کا بھی مطالعہ کیا ہے، بانی اسلام نے اعلیٰ اخلاق کی پاکیزہ تعلیم دی ہے، انہوں نے انسانوں کو سچائی کا راستہ دکھایا اور برابری کی تعلیم دی ہے، میں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھا ہے، اس میں مسلمانوں کے لئے ہی نہیں، بلکہ سب کے لئے مفید باتیں اور ہدایتیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی خوش خبری ﴿يُعَلِّمُكُمْ مَالَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ وہ نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو بیش بہا علوم ومعارف کی تعلیم دیں گے جنہیں تم لوگ نہیں جانتے۔ [بقرہ/۱۵۱] کا حق کما حقہ ادا فرمادیا نیز آپ ﷺ نے تعلیم کو صرف قرآن وحدیث تک نہ محدود رکھا، بلکہ آپ ﷺ نے اپنی قائم کردہ یونیورسٹی میں حضرات صحابہ کرامؓ کی انقلابی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کو ہر نافع علم کے حصول کی تاکید فرمائی اور ہر کارآمد فن کے سیکھنے کی ترغیب دی ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے کس قدر جامع انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ”علم تین ہیں: آیت محکمہ (قرآن مجید) سنت قائمہ (حدیث شریف) اور فریضہ عادلہ (تفسیر وفقہ وغیرہ) اور اس کے علاوہ وفنون کی حیثیت فضل وزائد کی ہے“۔ [ابن ماجہ]

یقیناً اسلام علم وفن دونوں کا حامی ہے اور دونوں کے تعلیم وتعلم کا داعی ہے، اس حقیقت کو آپ ﷺ نے ایک مسنون دعا میں اس طرح آشکار فرمایا ہے کہ: اے اللہ تعالیٰ! تو میری دنیا سنوار دے جس میں معاش ہے اور میری آخرت بنادے جس میں میرا انجام ہے، اسی جامعیت کی بناء پر اسلام کو تمام مذاہب وادیان پر مکمل فوقیت وبرتری حاصل ہے اور اسی دینی ودنیاوی ہمہ گیر تعلیمات کی بدولت اسلام اور اسکی واضح وفطری تعلیمات کو بڑی مقبولیت وہر دلعزیزی اور عظیم وسعت واثر پذیری حاصل ہے، کیوں کہ اسلام اور اس کی آفاقی تعلیمات کے بقا واستحکام، حفاظت وصیانت اور ابدیت وسرمدیت کا ربانی وعدہ موجود ہے۔

پیغمبر انقلاب اور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین، اسلام عالمی اور آخری دین ہے، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آخری اور ابدی آسمانی کتاب ہے اور آپ ﷺ بھی عالمی اور آخری رسول ہیں، آپ ﷺ کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہے، انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں آئیڈیل ہے اور آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم وتربیت بھی تقلید واتباع کے قابل اور انقلاب وتبدیلی کا حامل طریقہ ہے، کیوں کہ آپ ﷺ انقلابی ومثالی اور عالمی و آخری معلم ومربی ہیں، یہی قرآن وحدیث کا اعلان ہے، یہی مشرق ومغرب کا اعتراف ہے اور یہی پوری دنیا کا اقرار ہے۔

آج پیاسی دنیا کو پھر ضرورت ہے کہ تعلیم وتعلیم کا آپ ﷺ کا عظیم پیغام پوری دنیا میں عام کیا جائے، اصلاح وتربیت کا آپ ﷺ کا انقلاب آفریں طریقہ اختیار کیا جائے اور خالق سے مخلوق کا صحیح رشتہ جوڑا جائے اور دنیا کو عدل وانصاف، صلح واشتی اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنایا جائے، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے سچی محبت وتعلق کا یہی تقاضا ہے اور دنیا میں بسنے والے سارے انسانوں کی یہی اصل ضرورت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام کو آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے والا بنادے اور آپ ﷺ کے مثالی وانقلابی طریقہ تعلیم وتربیت کو اپنانے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین!

☆☆☆☆☆

مجلس صحافت ونشریات کی جدید مطبوعات

☆ مباحث فی علوم القرآن
از مناع القطان
صفحات: ۴۰۰ قیمت: ۸۰

☆ فتاویٰ ندوۃ العلماء
باہتمام: المعہد العالی للفقاء والافتاء، دارالعلوم ندوۃ العلماء
صفحات: ۴۱۱ قیمت: ۳۰۰

☆ المختار من صفۃ الصفوۃ
از امام ابن جوزیؒ
اختیار محمد ویق ندوی
صفحات: ۳۰۰ قیمت: ۱۵۰

ناشر: مجلس صحافت ونشریات
پوسٹ بکس ۹۳، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

اصلاح معاشرہ

جھوٹ کی ہلاکت آفرینیاں

محمد یحییٰ عزیز

اسلامی نقطۂ نظر سے ایمان اور جھوٹ متضاد چیزیں ہیں، دونوں کا یکجا جمع ہونا غیر ممکن ہے، جس طرح کفر وایمان جمع نہیں ہوسکتے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''کسی کے دل میں ایمان وکفر اکٹھا جمع نہیں ہوسکتا، اگر کفر ہے تو ایمان نہیں اور ایمان ہے تو کفر نہیں اور جھوٹ اور سچ بھی اکٹھا جمع نہیں ہوسکتے اور خیانت وامانت بھی اکٹھا نہیں ہوسکتیں۔ (مسند احمد: ۲/ ۳۴۹) جبکہ قرآن پاک کے مختلف مقامات پر اللہ کریم یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''جھوٹ تو صرف وہ لوگ بولتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (سورۃ النحل: ۱۰۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے، احسان نہیں مانتا''۔ (سورۃ زمر: ۳)

''اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے''۔ (سورہ نور: ۷)

''تمہاری زبانیں جو جھوٹ بیان کرتی ہیں اسے مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے''۔ (سورۃ النحل: ۱۱۶)

''اور یہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں''۔ (سورۃ الفرقان: ۷۲)

جھوٹ کے معنی دروغ گوئی اور غلط بیانی کے ہیں اور یہ نہایت قبیح وصف ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ گناہ (فجور) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں:

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
۲۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔
۳۔ جب عہد واقرار کرے تو عہد شکنی کرے۔
(بخاری شریف)

امام نوویؒ منافق کی تین علامتوں والی مشہور حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اکثر محققین علماء کرام کی رائے یہی ہے کہ یہ کام اعتقادی منافقوں کے ہیں، اگر سچا مومن اپنے اندر ایسی عادات وخصائل پیدا کرے گا تو منافق جیسا بن جائے گا یعنی ایسی شخص کے لئے منافق کا لفظ مجازی بولا جاتا ہے، یار کھیں کہ اللہ کریم کی نعمتوں میں سے ایک زبان بھی ایک عظیم نعمت ہے، ہر انسان کو چاہیے کہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ایک نگراں فرشتہ تیار رہتا ہے۔ (سورۃ ق: ۱۸) یوم آخرت کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''ہر شخص جان لے گا اس نے آگے کیا بھیجا ہے؟ اور پیچھے کیا چھوڑا؟ اے انسان! تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکہ دیا، جس نے تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک کیا، پھر برابر کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا، ہرگز نہیں، بلکہ تم جزا وسزا کے دن (قیامت) کو جھٹلاتے ہو اور بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں، عزت والے (اعمال) لکھنے والے جو تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں، بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بیشک گناہ گار جہنم میں ہوں گے۔ (سورۃ انفطار: ۱۲/ ۱۴)

اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنی زبان سے ہمیشہ کلمہ خیر، بھلائی اور فائدے کی بات کریں یا پھر خاموش رہیں، کیونکہ خاموشی میں بھی سلامتی ہے جبکہ جھوٹ بولنے والے کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدمی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔
(مؤطا امام مالک)

جھوٹ بولنے والے کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ اس سے فرشتے دور بھاگتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو رحمت کے فرشتے اس سے ایک میل دور ہوجاتے ہیں، اس بدبو کے باعث جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔

آج ہم اپنے معاشرے میں ایک نظر دوڑا کر اور خود اپنے گریبان میں جھانک کر اندازہ کرسکتے ہیں کہ جھوٹ کی لعنت ہم میں کس طرح رائج العام ہوچکی ہے، ہمارے شب وروز اور معمولات زندگی میں جھوٹ اس قدر عام ہوچکا ہے جس طرح کہ غیر مسلموں کی نقالی کرتے ہوئے یکم اپریل کے

دن کو بطور 'اپریل فول' کے منایا جاتا ہے جو کہ شرعاً، اخلاقاً گناہ ہے جن کا یہ تہوار ہے وہ اسے منائیں یا نہ منائیں، ہمیں بہرحال غیر مسلموں کی ثقافت و تہذیب سے اپنے دامن کو محفوظ رکھنا چاہیے کیونکہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ نبی کریم کی ذات بابرکات کے لیل ونہار بہترین نمونہ ہیں، انہیں اپنا کر ہی ہم صحیح معنوں میں دنیاوی اور اخروی کامیابی حاصل کرسکتے ہیں، والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں، جب والد یا والدہ بچے کو گھر سے جھوٹ بولنا سکھائیں گے تو کل بڑے ہو کر بچے کیسے سچ بول سکتے ہیں؟ مثلاً بیٹا! باہر جا کر کہہ دو کہ میں گھر میں نہیں ہوں، بچے ویسے ہی باہر جا کر اکثر کہہ دیتے ہیں کہ ابو کہہ رہے ہیں کہ میں گھر میں نہیں ہوں، ماں اپنے پاس چیز یا رقم موجود ہونے کے باوجود جھوٹ بول کر کہتی ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، ہمیں چاہیے کہ اپنی نئی نسل کے اذہان میں بچپن سے ہی شعور پیدا کردیں کہ جھوٹ بہت برا فعل ہے، زندگی میں کبھی بھی نہیں جھوٹ بولنا اور سچ کا دامن کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑنا چاہیے، حالات کس قدر سنگین ہی کیوں نہ ہوجائیں۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے بچپن کا واقعہ اپنے بچوں کو سنائیں اور رسول ﷺ کے بچپن کے احوال سے مزین کتب بھی اشاعت پذیر ہوچکی ہیں، انہیں خرید کر گھر میں بچوں کی تربیت کے لئے لائیں، جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں لیلیٰ بن خثمہ کی والدہ نے اس سے کہا کہ ادھر آؤ، میں تمہیں ایک چیز دوں گی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا دوگی؟ انہوں نے کہا کہ کھجور، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ اگر تم کچھ نہ دیتیں تو تمہارا یہ جھوٹ لکھا جاتا۔

سنن ابوداؤد شریف میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا کہ ادھر آؤ، چیز دوں گی، اس وقت رسول ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو، انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا، ان دونوں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سچ اور جھوٹ کا ہماری زندگی سے کتنا گہرا تعلق ہے، بعض صالحین نے انسانوں سے تو درکنار انہوں نے تو اسے جانوروں تک وسیع کیا ہے کہ جانور کو ایسی آواز سے یا جھولی بنا کر اسے بلائے اور تاثر دے کہ اس میں گھاس دانہ وغیرہ ہے، جبکہ کچھ نہ ہو تو اسے بھی جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

جبکہ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ان کا تزکیہ کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، آپ ﷺ نے یہ فرمان تین بار دہرایا، ابوذرؓ نے کہا کہ ہلاک ہونے اور خسارہ میں پڑنے والے وہ لوگ کون ہیں؟ اے اللہ کے رسول، آپ ﷺ نے فرمایا: چادر (تہبند) کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ساتھ فروخت کرنے والا۔
(صحیح مسلم شریف)

اسی طرح حکیم بن حزام سے یہ فرمان نبوی مروی ہے کہ: خرید وفروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک وہ علیحدہ نہ ہوں، پس اگر انہوں نے تجارت میں سچ بولا ہے اور خوب وضاحت کی ہے تو ان کے اس مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر انہوں نے کچھ چھپایا ہے اور جھوٹ بولا ہے تو ان کے بیع سے (یعنی مال) سے یہ برکت ختم کردی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں تاجروں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ سچ کو اپنائیں اور اپنے سامان تجارت کی اچھی طرح وضاحت کریں، گاہک کو اندھیرے میں نہ رکھیں۔

حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسا خواب بیان کرے جو اس نے نہ دیکھا ہو تو اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ہرگز یہ نہیں کرسکے گا؟ اور وہ شخص جو کسی گروہ کی ایسی بات کان لگا کر سنتا ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں یا وہ اس بات سے بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلایا ہوا سیسہ (یعنی شیشہ) ڈالا جائے گا اور جو شخص کسی جاندار کی تصویر بناتا ہے، اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے جبکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکتا۔
(صحیح بخاری شریف) حضرت حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹے ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کردیتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت بہز بن حکیمؒ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد حکیم نے اپنے والد حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہے اس

شخص کے لئے جو اس غرض سے جھوٹ بولے تاکہ لوگ ہنسیں، ہلاکت ہے اس کے لئے، ہلاکت ہے اس کے لئے۔ (سنن ابوداؤد شریف)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم کھا کر لینا چاہے گا تو اللہ کریم اس پر دوزخ کی آگ کو واجب کرے گا، صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! کیا اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ فرمایا پیلو کے درخت کی ڈالی ہی کیوں نہ ہو، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کی (ذات صفات) میں کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی بے گناہ کی جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص سے قسم کھلوائی جائے اور وہ جھوٹی قسم کھائے تو وہ اپنا چہرہ لے کر دوزخ میں ٹھکانا پائیگا۔ (ابوداؤد شریف)

بہتان بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے

''اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے، اس نے طوفان اور کھلا گناہ اپنے سر اٹھایا''۔ (سورۃ نساء) چغل خوری بھی جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مزید وضاحت کے لئے سورۃ الحجرات کا ترجمہ پڑھیں)

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ جھوٹ اصل میں یقیناً حرام ہے تاہم بعض صورتوں میں مصلحتاً چند شرطوں کے ساتھ بولنا جائز ہوجاتا ہے، مثلاً حضرت ام کلثوم کی اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے، چنانچہ وہ بھلائی کی بات لوگوں تک پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

تین موقعوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے:

۱۔ جنگ کے موقع پر۔

۲۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔

۳۔ شوہر کا اس لئے جھوٹ بولنا کہ وہ اپنی بیوی کو راضی کرے۔ (جامع ترمذی شریف)

شریعت مطہرہ کے حوالے سے یاد رکھیں، حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جھوٹ نہ باندھ، بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔ (بخاری و مسلم)

مسلمانوں کی اپنی شریعت اور تہذیب وتمدن دنیا کی ہر قوم سے منفرد ومثالی ہے، صرف اسی کو اپنائیں، اگر ہم نے اپنی موجودہ روش نہ بدلی تو رسول ﷺ کا فرمان ذہن میں رکھئے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اس میں سے ہے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ) نیز اہل اسلام کے لئے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا فیصلہ سامنے رہے کہ غیر مسلموں کے تہوار منانا تو ایک طرف ان کے تہواروں پر انہیں مبارک باد دینا بھی ممنوع ہے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، دیکھئے: فقہ عمر، ص/۵۲)

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں ہمت دے کہ ہم اس گناہ (جھوٹ) سے اپنے دامن کو ہمیشہ کے لئے بچاسکیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

دعائے مغفرت

☆ مولانا فضل محمود ندوی جونپوری کا مختصر علالت کے بعد ۱۰ اپریل ۲۰۱۲ء کو بنگلہ دیش ڈھاکہ میں انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ تدفین ڈھاکہ کے قبرستان میں ہی مریدین ومتعلقین کی موجودگی میں ہوئی۔

مولانا مرحوم نے ۱۹۷۰ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بغرض تعلیم داخلہ لیا تھا، سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا ابوالعرفان خان ندویؒ سے خاص تعلق تھا اور ان کی ہی کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی، مرحوم مولانا ہی کے ضلع جونپور (یوپی) کے رہنے والے تھے۔

☆ مولانا محمد سلمان نقوی (آفس انچارج شعبۂ مدارس ملحقہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے ماموں مولانا طارق جمیل ندوی کا ۲۰ رفروری ۲۰۱۲ء کو تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں اپنے آبائی وطن سہسوان (ضلع بدایوں) میں انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم قدیم ندوی فاضل تھے، نہ صرف بدایوں بلکہ بریلی کمشنری کے پہلے ندوی تھے اور مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ سے بڑا گہرا عقیدتمندانہ تعلق رکھتے تھے۔

☆ جناب انجینئر امتیاز احمد خاں (شعبہ تعمیر وترقی، ندوۃ العلماء لکھنؤ) کی والدہ محترمہ کا ۹۳ سال کی عمر میں ۲۲ رمارچ ۲۰۱۲ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، غریب پرور خاتون تھیں اور حج بیت اللہ کی سعادت بھی پاچکی تھیں۔

☆ مولانا عبدالحسیب خاں ندوی سیتاپوری کی والدہ کا ۱۰۲ سال کی عمر میں لکھنؤ میں ۲۳ رمارچ ۲۰۱۲ء بروز جمعہ انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مولانا عبدالغنی بھولپوری سے بیعت تھیں اور نیک خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین

فقہ و فتاویٰ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: ایک شخص نے رہائشی مکان کے علاوہ ایک دوسرا مکان اس مقصد سے خریدا ہے کہ اس سے کرایہ حاصل کیا جائے، اس مکان میں ایک اسکول کرایہ پر چل رہا ہے، کیا اس مکان پر زکوٰۃ واجب ہے؟ اگر زکوٰۃ واجب ہے تو اس کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟

جواب: مکان پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب مکان تجارتی مقصد سے خریدا گیا ہو، لیکن اگر مکان ضرورت سے زیادہ ہو اور تجارتی مقصد نہ ہو بلکہ کرایہ پر لگانا یا کسی اور کام میں استعمال کرنا ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (ردالمحتار: ۳/۱۷۹)

سوال: ایک شخص کے پاس کچھ بسیں ہیں جو کرایہ پر چلتی ہیں، سوال یہ ہے کہ ان بسوں کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے یا کرایہ پر؟

جواب: بسوں یا ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ کسب معاش کے جو آلات ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، فقہاء نے صراحت کی ہے: ''اسی طرح حرفت اور پیشہ کے آلات پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے'' (ردالمحتار ۳/۱۸۳) البتہ ان بسوں سے جو کرایہ حاصل ہو اگر وہ بقدر نصاب ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۶۷)

سوال: کیا زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے سال گزرنے کی جو شرط لگائی جاتی ہے کیا ہر طرح کے مال میں یہ شرط ہے یا بعض میں، قدرے وضاحت سے بتائیں۔

جواب: زرعی پیداوار اور پھل میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ جیسے ہی فصل کٹے اور پھل توڑے جائیں اسی وقت عشر نکالنا واجب ہے، ان کے علاوہ سونے چاندی، نقد رقم اور سامان تجارت وغیرہ میں صاحب نصاب ہونے کے بعد اس مال پر سال گزرنا شرط ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۷۳)

سوال: ایک شخص نے اپنے گھر کے زیورات رہن پر رکھ دیئے ہیں، دو سال گزر چکے ہیں، کیا ان زیورات پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب: رہن رکھی ہوئی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ مکمل طور پر اس کی ملکیت میں ہو، رہن پر رکھی ہوئی چیزیں مکمل طور پر ملکیت نہیں ہوتی ہیں اس لیے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتح القدیر: ۲/۲۲۱، فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۷۲)

سوال: جو رقم بینک میں فکس ڈپازٹ کے طور پر جمع ہو، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ فکس ڈپازٹ شرعاً جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی نے رقم بینک میں فکس ڈپازٹ کردیا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، کیونکہ اس کی حیثیت امانت کی ہوتی ہے اور امانت والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ (فتح القدیر: ۲/۲۲۱)

سوال: مالک مکان ودکان کے پاس بطور ضمانت جو رقم پیشگی جمع رہتی ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ ہے تو مالک مکان پر یا کرایہ دار پر؟

جواب: مالک مکان یا مالک دوکان کے پاس جو رقم کرایہ دار کی رہتی ہے، اس کی حیثیت رہن کی ہے، اور رہن پر زکوٰۃ واجب نہیں، اس لیے اس کی زکوٰۃ نہ مالک مکان پر ہے اور نہ کرایہ دار پر۔ (دیکھئے: فتح القدیر: ۱/۱۶۴)

سوال: پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ابھی حاصل نہ ہوئی ہو سرکار یا کمپنی ہی کے قبضہ میں ہو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ اور جب رقم مل جائے تو کیا پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟ رقم ملنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے کیا اس پر سال گزرنا ضروری ہے یا ملتے ہی زکوٰۃ واجب ہوگی؟ وضاحت کے ساتھ بتائیں۔

جواب: پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ابھی حاصل نہ ہوئی ہو ملک تام نہ ہونے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ یہ رقم جب حاصل ہوجائے گی اس کے بعد سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔ یہ زکوٰۃ رقم حاصل ہونے کے بعد ہی کے سالوں کی واجب ہوگی، پچھلے سالوں (جبکہ رقم سرکار کے یا کمپنی کی ملک اور قبضہ میں رہی ہو) کی زکوٰۃ نہیں دینی ہوگی)۔ (ردالمحتار: ۳/۱۷۱، ۱۷۲)

سوال: جو لوگ اپنے گھروں میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ، اور ٹی وی وغیرہ رکھتے ہیں، کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: کمپیوٹر اور دیگر آلات اگر اپنی ضروریات اور استعمال کے لیے ہیں، تجارت کے لیے نہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/۹۵)

☆☆☆☆☆

نقوش صحابہ

حضرت حکیم بن حزام (رضی اللہ عنہ)

عبدالرحیم ندوی

کیا اس صحابی رسول کا قصہ آپ کو معلوم ہے؟

یہ وہ صحابی رسول ہیں جن کے متعلق تاریخ کا بیان ہے کہ ان کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی ہے، خانہ خدا کے اندر ان کی ولادت کا واقعہ یوں پیش آیا کہ خانہ کعبہ ایک دن کسی تیوہار کے موقع پر کھلا ہوا تھا، ان کی والدہ اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کعبہ کے اندر تفریح کے لئے گئی ہوئی تھیں اور حمل سے تھیں، اچانک ان کو درد زہ شروع ہوگیا اور وہاں سے ٹل نہ سکیں تو ایک چٹائی بچھا دیا گیا اور اسی پر زچگی ہوئی اور پھر آگے چل کر یہ نومولود حکیم بن حزام کے نام سے جانا گیا۔

حکیم بن حزام کی پرورش ایک ایسے خانوادہ میں ہوئی جس کو شرافت ونجابت ورثہ میں ملی تھی، جس میں عہدہ ومنصب اور دولت وثروت پشتینی چلی آرہی تھی اور بذات خود حکیم بن حزام بڑے عاقل و فرزانہ تھے، اس لئے قوم نے قیادت ان کے سپرد کردی اور منصب رفادہ (محتاجوں اور حجاج کے تعاون کا عہدہ) پر فائز کردیا، چنانچہ یہ جاہلیت میں اپنے مال خاص سے حجاج کے لئے ایک رقم مختص کرتے اور ان پر خرچ کرتے تھے۔

بعثت سے قبل یہ اللہ کے رسول ﷺ کے بڑے جگری دوست تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں پانچ سال بڑے تھے؛ لیکن آپ ﷺ سے ان کو بڑی محبت اور انسیت تھی، آپ ﷺ کی صحبت میں آکر، آپ ﷺ سے مل کر ان کو سکون ملتا تھا، آپ ﷺ کا برتاؤ بھی ان کے ساتھ دوستانہ تھا اور پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ان کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو رشتہ داری نے اس تعلق کو اور مضبوط بنادیا اس لئے کہ یہ حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔

حکیم بن حزام کی زیرکی، عقلمندی اور آپ ﷺ سے اتنے گہرے اور دیرینہ تعلقات کے باوجود حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال اسلام قبول کرتے ہیں، گویا بعثت کے تقریباً ۲۰ سال بعد دولت اسلام نصیب ہوتی ہے، جبکہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ حکیم بن حزام جیسا شخص جس کو اللہ نے اس قدر دانائی و عقلمندی سے نوازا ہو، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قریبی رشتہ بھی میسر ہو، اس کو تو سابقین اولین ہونا چاہئے؛ لیکن اللہ کی مشیت کے آگے سب قیاسات ہیچ ہیں، ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔

جس طرح ہم کو حکیم بن حزام کے تاخیر اسلام پر تعجب ہے خود ان کو بھی اس پر حیرت تھی کہ آخر انہوں نے اتنی تاخیر سے کیوں اسلام قبول کیا؟ جیسے ہی انہوں نے حریم اسلام میں قدم رکھا اور حلاوت ایمانی سے شاد کام ہوئے، کفر وشرک اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب میں بیتی زندگی پر اشک ندامت بہانے لگے، اسلام سے قبل کی زندگی کا ہر لمحہ ان کو خون کے آنسو رلاتا تھا، ندامت میں انگلیاں کاٹتے تھے۔

اسلام کے بعد ان کے بیٹے نے دیکھا وہ رو رہے ہیں، پوچھا: والد محترم! کیوں رو رہے ہیں؟ کہا: میں نہ روؤں تو کون روئے گا۔

ایک دو زخم نہیں سارا بدن ہے چھلنی

سب سے پہلی بات یہ کہ میں اسلام میں اتنی تاخیر سے داخل ہوا کہ احباب مہر وماہ سے آگے نکل گئے، ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں پیچھے رہ گیا ہوں، اب اگر زمین کے برابر سونا خرچ کردوں تو کسی ایک کی برابری ممکن نہیں۔

دوسری بات یہ کہ جب اللہ نے مجھ کو جنگ بدر اور جنگ احد میں بچالیا تو میں نے عہد کیا تھا کہ اب اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف قریش کی مدد نہ کروں گا اور مکہ سے باہر نہ جاؤں گا؛ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد مجھ کو دوبارہ قریش کی حدود میں جانا پڑا۔

تیسری بات یہ کہ جب جب میرے دل میں اسلام لانے کا خیال گزرتا تو یہ دیکھ کر باز رہ جاتا کہ قریش میں کئی لوگ ہیں جو سن وسال میں بڑے اور مقام ومرتبہ میں آگے ہیں؛ لیکن دین جاہلی سے چمٹے ہیں، آہ! مجھ کو برباد کردیا باپ دادا کی اندھی تقلید نے، اے کاش! میں نے ایسا نہ کیا ہوتا ..... بتاؤ بیٹے! میں اب روؤں نہ تو کیا کروں؟

جس طرح ہم حکیم بن حزامؓ کے تاخیر اسلام پر متعجب ہیں اور حکیم کو حیرت ہے، اسی طرح خود نبی کریم ﷺ کو بھی استعجاب تھا کہ آخر حکیمؓ جیسے ذہین و فطین پر اسلام کی حقانیت کیوں کر مخفی رہی، جبکہ حکیم اور انہیں جیسے چند لوگ اور تھے جن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمنا کرتے تھے کہ یہ جلد سے جلد اسلام میں داخل ہوجائیں۔

فتح مکہ سے ایک روز قبل شام کو آپ ﷺ نے فرمایا: مکہ میں چار لوگ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ شرک سے بلند ہیں اور اسلام ہی ان کو زیب دیتا ہے، پوچھا گیا وہ کون حضرات ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو۔ نبی کریم ﷺ کی تمنا پوری ہوئی، اللہ کے فضل سے سب اسلام میں داخل ہوگئے، جب آپ ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اس عزت کے دن حکیم بن حزامؓ کی عزت نہ ہو، آپ ﷺ منادی کرادی:

☆ آج کے دن جو کلمہ توحید کا اعلان کردے وہ مامون۔

☆ جو کعبہ کے سایہ میں بیٹھ جائے اور ہتھیار ڈال دے وہ مامون۔

☆ جو اپنا دروازہ بند کردے وہ مامون۔

☆ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے وہ مامون۔

☆ اور جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہوجائے وہ بھی مامون۔

حکیم بن حزامؓ اسلام میں داخل ہوئے، اسلام کی حقانیت ان کے دل ودماغ میں بیٹھ گئی، ایمان قبول کیا، ایمان ان کے گوشت وپوست میں رچ بس گیا، انہوں نے قسم کھائی: اسلام میں آکر وہ ہر اس موقف کا کفارہ ادا کریں گے جو جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف اپنایا تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی عداوت میں جو صرفہ کیا ہے اب اسلام میں اس کی تلافی کریں گے اور انہوں نے اپنی قسم پوری کی، دارالندوہ جو ایک قدیم اور تاریخی مکان تھا جس میں قریش کی میٹنگیں ہوا کرتی تھیں، جس میں سرداران قریش جمع ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش کیا کرتے تھے، جب ان کی ملکیت میں آیا تو حکیم نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا، گویا وہ تلخ ماضی کو ذہن سے محو کرنا چاہتے ہوں، چنانچہ انہوں نے ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا، کہنے والوں نے ان سے کہا: چچا جان! آپ نے تو قریش کا سرمایہ افتخار بیچ دیا؟ حکیم نے جواب دیا: بیٹے! اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں، سارے مفاخر قصہ پارینہ ہوگئے، اب فخر کی چیز صرف تقویٰ ہے اور میں نے اس کو بیچا ہے تاکہ اس کی قیمت سے جنت میں ایک گھر خریدوں، تم گواہ رہنا میں نے اسکی ساری قیمت اللہ کے راستہ میں صدقہ کی۔

اسلام لانے کے بعد حکیم بن حزامؓ نے فریضہ حج ادا کیا، حج میں ان کے آگے آگے سو اونٹنیاں چل رہی تھیں، ان کے اوپر شاندار کپڑوں کا جھول پڑا ہوا تھا، انہوں نے سب کو اللہ کی خوشنودی کی خاطر قربان کردیا، ایک دوسرے حج میں عرفہ میں وقوف تھا، ان کے ساتھ سو غلام تھے، سب کی گردن میں چاندی کا ایک پٹہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا: "عتقاء للّٰہ عن حکیم بن حزام"۔ حکیم بن حزام کی طرف سے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کردہ غلام، پھر سب کو انہوں نے آزاد کردیا۔

ایک تیسرے حج کی بات ہے کہ ایک ہزار بکریاں لائے اور سب کو منیٰ میں ذبح کیا اور ان کا گوشت فقراء کو کھلا دیا۔

غزوۂ حنین کے موقع پر حکیم بن حزام نے اللہ کے رسول ﷺ سے مال غنیمت کا سوال کیا، آپ ﷺ نے عطا فرمادیا، پھر سوال کیا پھر دے دیا، اس طرح وہ مانگتے رہے اور آپ ﷺ عطا کرتے رہے، یہاں تک کہ سو اونٹ ان کو مل گئے، وہ اس وقت نئے نئے مسلمان تھے گویا مؤلفۃ القلوب میں تھے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حکیم! یہ مال بڑا شیریں اور شاداب ہے جو شخص اسکو قناعت کے ساتھ لیتا ہے، حرص نہیں کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے اور جو شخص اشراف (حرص وطمع) کے ساتھ لیتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اسکی مثال جوع البقر میں مبتلا شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا جاتا ہے؛ لیکن آسودہ نہیں ہوتا، اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا) نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، جب حکیم نے اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد سنا تو بول اٹھے! اے اللہ کے رسول ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کیساتھ مبعوث فرمایا ہے، اب آپ ﷺ کے بعد تادم حیات کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا اور کسی کی کوئی چیز نہ لوں گا، حکیم بن حزامؓ نے اپنی اس قسم کو بڑی شدت کے ساتھ نبھایا، چنانچہ عہد صدیقی میں ابوبکر صدیقؓ نے حکیم کو کئی مرتبہ بلوایا کہ آپ بیت المال سے عطیہ لے جائیں؛ لیکن انہوں نے لینے سے انکار کردیا، جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے بھی بلوایا کہ اپنا وظیفہ لے جائیں؛ لیکن انہوں نے انکار کیا اور نہیں لیا، حضرت عمرؓ گوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے مسلمانو! تم گواہ رہنا، میں حکیم کو بلاتا ہوں کہ وہ اپنا وظیفہ لے جائیں؛ لیکن وہ انکار کرتے ہیں۔

حکیمؓ اپنی اس روش پر قائم رہے، کسی سے کچھ نہ لیا، یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆☆

(ترجمانی از: صور من حیاۃ الصحابۃ)

خبر و نظر

عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

"ھذا محمد" نامی کتاب ورلڈ گنیز بک میں شامل

ماورقۃ دبئی میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اہم کتاب کی رونمائی عمل میں آئی، اور اس کتاب کو دنیا کی سب سے بڑی کتاب تسلیم کرتے ہوئے ورلڈ گنیز بک ریکارڈ میں شامل کرلیا گیا ہے۔

اس کتاب کے اندر نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ عمدہ اسلوب میں پیش کیا گیا ہے، اسی کے ساتھ دین اسلام کو پوری انسانیت کے لئے آخری، آسمانی، عالمی اور نجات بخش مذہب کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔

یہ کتاب نہایت ہی عمدہ طباعت کے ساتھ ۴۲۰ صفحات پر مشتمل ہے، جس کا وزن ۱۵۰۰ کلو گرام ہے، طول ۵ میٹر سے زائد اور عرض ۴ میٹر ہے، کتاب کی تکمیل میں پورے ایک سال کا عرصہ لگا اور ۱۰ ملین سے زائد کا صرفہ آیا۔

امریکی مساجد کی تعداد میں ۷۴ فیصد اضافہ

ایک رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ میں پچھلے دس برسوں میں مساجد کی تعداد میں ۷۴ فیصد اضافہ ہوا ہے، پورے ملک میں سروے کے بعد 'مسجد ۲۰۱۱ء' کے نام سے ایک رپورٹ جاری کی گئی جس میں بتایا گیا کہ ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثہ سے ایک برس قبل سے دس برسوں کے اندر ملک کی راجدھانی واشنگٹن سمیت امریکہ کے پچاس صوبوں کا جائزہ لیا گیا جہاں دس برس قبل ۱۲۰۹ مساجد تھیں اور آج ان کی تعداد ۷۴ فیصد اضافہ کے ساتھ ۲۱۰۶ ہوگئی ہیں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دس برسوں کے درمیان ایسی مساجد کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے جو رجسٹرڈ نہیں ہیں اور وہ مذکورہ تعداد کے علاوہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ادھر چند برسوں میں صومال، عراق، افریقہ اور بوسینیا وغیرہ بڑی تعداد میں لوگ یہاں آکر اقامت پذیر ہوئے ہیں، مگر اب بھی مساجد کی تعداد گرجا گھروں سے کم ہے۔

برطانوی خواتین میں اسلام کی روز افزوں مقبولیت

ایک طرف مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے جارہے ہیں اور زمانہ کی رو میں دینی شعائر پر عمل پیرا ہونا ایک عیب سمجھنے لگے ہیں، جس کی وجہ سے وہ تمام خرابیاں اور غیر شرعی اعمال ان کی زندگیوں میں در آئے ہیں جن کی اسلام میں ہرگز اجازت نہیں، جب کہ دنیا اسلامی تعلیمات کی پیاسی ہے، اس کو اسلام ہی کے آغوش میں امن وسکون نصیب ہورہا ہے، اور وہ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی زندگی ہی میں تلاش کرتی ہے، اس کے پاس کتابوں کے مطالعہ کی فرصت نہیں، وہ تو اسلامی تعلیمات کا مشاہدہ مسلمانوں کی زندگیوں میں کرتی ہے اور جہاں اس کے برخلاف پاتی ہے متنفر ہوجاتی ہے اور جیسے ہی وہ کسی مسلمان کو صحیح اسلامی تعلیمات پر گامزن پاتی ہے اسلام کو اپنائے بغیر نہیں رہتی۔

ذیل میں برطانیہ میں سوانزی یونیورسٹی کی تیار کردہ قبول اسلام کی ایک رپورٹ پیش کی جارہی ہے جس کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ آج بھی دنیا کو دین اسلام ہی کی تلاش ہے، اور وہ اس کا مشاہدہ مسلمانوں کی عملی زندگی میں کررہی ہے۔

ایک خبر کے مطابق برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ دیکھا جارہا ہے اور ان نومسلم حضرات میں نصف تعداد صرف خواتین پر مشتمل ہے۔

تفصیلات کے مطابق سوانزی یونیورسٹی کی جانب سے کئے جانے والے سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ۲۰۰۱ء میں برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۶ ہزار کے لگ بھگ تھی اور ۲۰۱۰ء میں یہی تعداد بڑھ کر دس ہزار تک پہنچ چکی ہے، ان میں بھی ۶۵ فیصد تعداد خواتین پر مشتمل ہے۔

الجزیرہ نٹ نے اس حوالے سے متعدد نومسلم خواتین کے انٹرویو لئے، ان میں ایک خاتون الیکس مینی بھی ہے، جس نے اپنے قبول اسلام کی داستان سناتے ہوئے بتایا کہ دین اسلام میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں تھی، کیونکہ جب کبھی میں اپنی بنگلہ دیشی نژاد سہیلی بشریٰ کے گھر جاتی تو اس کے گھر کا ماحول ہمیشہ مجھے احساس محرومی میں مبتلا کردیتا، بشریٰ کے گھر کے تمام افراد میں باہمی انس ومحبت، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت کا انداز میرے لئے ایک سوالیہ نشان بن جاتا، پھر جب میں نے سیکنڈری اسکول میں داخلہ لیا تو میری دوستی مصر کی ایک مسلمان لڑکی ایمان سے ہوگئی، اس کے گھر میں میرا آنا جانا بکثرت ہونے لگا۔

رمضان المبارک میں ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ سے اجازت لے کر ایمان کے گھر دو دن کے لئے گئی، رمضان المبارک میں اس گھر میں افطار کا اجتماع، باجماعت نماز، ایمان کے گھر دیگر مسلم مہمانوں کی آمد، ان تمام چیزوں نے مجھے اس قدر مسحور کردیا کہ میں دو ہفتے اسی کے گھر رہی، بالآخر میری والدہ نے جب فون پر مجھ سے کہا کہ گھر واپس آؤ گی یا ایمان کے گھر ہی رہنے کا ارادہ ہے، تو میں نے فرحت ومسرت سے بھرپور جذبات میں والدہ سے کہہ دیا کہ میں تو مسلمان ہوچکی ہوں۔

ابتداء میں میرا قبول اسلام میری فیملی کے لئے بڑا دھچکا تھا، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ میں نے سگریٹ اور شراب نوشی ترک کردی ہے، والدہ کا بے حد احترام کرنے لگی ہوں تو میری فیملی نے بھی دین اسلام کو پسندیدہ انداز میں دیکھنا شروع کردیا۔

دارالحکومت ریاض میں ۱۶۵۴۴/ افراد کا قبول اسلام

سعودی عرب کے شہر ریاض کے علاقے الروضہ میں گزشتہ ایک سال میں ۴۰۶۳ غیر مسلم حضرات نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا، دوسرے الفاظ میں یومیہ ۱۱/ افراد حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔

الروضہ میں قائم دعوت وارشاد کے آفس کی زیر نگرانی سعودی عرب میں ملازمت کی غرض سے مقیم غیر مسلم افراد کے درمیان اسلام کی دعوت وتبلیغ کی یہ صرف ایک مثال ہے۔

مذکورہ دعوہ آفس کی جانب سے کی جانے والی دعوتی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے آفس کے ڈائریکٹر شیخ صالح بن عبداللہ الدلیقان نے بتایا کہ الحمد للہ آفس کے قیام سے اب تک جملہ ۱۶۵۴۴/ افراد دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں اور روز بروز اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے، اس حوالہ سے آفس کے زیر اہتمام مسلمانوں اور غیر مسلم افراد کے درمیان ان کی اپنی مختلف زبانوں میں اب تک ۳۶۹۵۴۳/ اسلامی کتابیں تقسیم کی جاچکی ہیں اور ۲۸۸۲ لیکچرز اور سیمینار کا اہتمام کیا جاچکا ہے، رمضان المبارک میں تقریباً ۴۳۰۰ مکمل پیک افطار مسلمانوں اور نومسلموں میں تقسیم کئے جاچکے ہیں اور اس سال دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں میں سے ۴۲۸ حضرات کو علماء کرام اور مبلغین کی نگرانی میں حج بیت اللہ کی ادائیگی کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔

برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد

مسلم اور عرب خانوادوں کے اندر قرآن وحدیث کو براہ راست سمجھنے اور ان کے احکام مسائل پر غور وفکر کرنے کے لئے برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے۔

حالانکہ یہاں ۱۴۰ سے زائد مدارس دینیہ پائے جاتے ہیں اور ان سب میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے مگر نئی نسل کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے مدارس مزید کھولے جائیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں بھی اس کا انتظام کیا جائے جہاں اب تک مدارس نہیں کھل پائے ہیں اور وہاں کے بچے دینی تعلیم اور عربی زبان سیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ان مدارس میں اسلامی تعلیم دی جاتی ہے اور نئی نسل کو عربی زبان، اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلاف کے کارناموں اور ان کی خدمات سے واقف کرایا جاتا ہے، مدارس کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے مقامی سرکاری افسران کے اندر خوف وہراس کا ماحول پیدا ہوگیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو ان ہی مدارس میں تعلیم کے لئے بھیجیں جہاں کی عمارتیں اچھی اور خوشنما ہوں، ان مدارس میں کام کرنے والے افراد ہر طرح کے مجرمانہ ریکارڈ سے پاک صاف ہوں اور وہاں کا نصاب ونظام تعلیم ملکی مفاد کے خلاف نہ ہو، اس لئے کہ اکثر مدارس حکومت سے رجسٹرڈ نہیں ہیں۔

طاجکستان میں تعلیم قرآن کے جرم میں ایک امام کی گرفتاری

تعلیم قرآن کو ایک سنگین جرم قرار دے کر پولیس نے طاجکستان کی مسجد کے ایک امام وخطیب کو گرفتار کرلیا، مسجد کے امام وخطیب اپنے گھر پر بچوں کو قرآنی اور اسلامی تعلیمات کا درس دیتے تھے۔

واضح رہے کہ اسلامی ملک طاجکستان میں دینی، اسلامی تعلیم قانونی طور پر ایک جرم ہے، ہاں اگر سرکاری طور پر پہلے اس کی منظوری کرالی جائے اور افسران اس کا جائزہ لے کر تحریری اجازت دیدیں تو پھر گنجائش ہے، جون ۲۰۱۱ء میں طاجکستان کی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کیا جس میں دعوت اسلام اور تعلیم دین کو ایک جرم قرار دیا گیا اور اس پر سزاء تجویز کی گئی، گھروں میں بچوں کی دینی تعلیم اور قرآن پڑھنے کے حلقے غیر قانونی شمار کئے جاتے ہیں اور اس پر جرم کے ارتکاب پر ۵ سال سے ۱۲ سال کی سزا متعین کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

Complet Family Footwear
Royal
King
Footcare
RED CHIF, WOODLAND, SPARX
Tel. : 0522-3067961
Mobile : 9935719012
Akbari Gate
SS Plaza, Sec-1, L.D.A. Colony, Aashiana,
Near Vishal Mega Mart, Lko.
H.I.G.-3, Sextor-A, Ram Ram Bank, Aliganj
B-5, Basement, Arif Chamber-1 Aliganj
Arif Chamber-1, Kapoorthala Aliganj

CAFE FIRDOS
فردوس کیفے
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel : 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow
Mob.: 9956069081-9919089014
Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara
FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!
ولی اللہ کے نام پر
پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER
& DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

Contact:
Mr. M. Afaq 9919035087
Mr. M. Imran 9415757256
Mr. M. Zeeshan 9044555611
Phone: 0522-3058047
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

NADWATUL-ULAMA
PO. BOX 93, TAGORE MARG, LUCKNOW
226007 U. P. (INDIA)
Phone : 0522-2741231

ندوۃ العلماء
پوسٹ باکس ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۲۶۰۰۷ یوپی (ہند)
فون نمبر : ۰۵۲۲-۲۷۴۱۲۳۱

Date _____ باسمہ تعالیٰ تاریخ _____

اہل خیر حضرات سے اپیل

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں اپنی علمی و دینی خدمت میں مصروف ہے، طالبان علوم دین کی کثرت کی وجہ سے دارالعلوم میں طلباء کی رہائش کا بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے سال گزشتہ داخلے محدود کرنے پڑے اور جدید طلباء کی ایک بڑی تعداد مایوس ہوکر واپس ہوگئی، اس صورت حال کو دیکھ کر مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے جدید دارالاقامہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسہ پر یہ تعمیر شروع کرادی گئی ہے۔

اس جدید دارالاقامہ میں جو تین منزلہ ہوگی ساٹھ کمرے اور تین ہال ہوں گے تاکہ طلباء کی رہائش کے ساتھ دیگر تعلیمی مصروفیات کی تکمیل ہوسکے۔

اس تعمیر پر مبلغ -/2,35,00000 (دو کروڑ ۳۵ لاکھ) روپے اور ایک کمرہ پر تقریباً چار لاکھ روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو انشاء اللہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس اہم ضرورت کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ طلباء علم دین دلجمعی کے ساتھ حاصل کرسکیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ اس کی مدد سے یہ اہم کام تکمیل کو پہنچے گا،

وما ذلک علی اللہ بعزیز.

(مولانا مفتی) محمد ظہور ندوی ناظم ندوۃ العلماء | (مولانا) محمد واضح رشید ندوی معتمد تعلیم ندوۃ العلماء | (پروفیسر) اطہر حسین خالدی معتمد مال ندوۃ العلماء | (مولانا) سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء | (مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی ناظر عام ندوۃ العلماء

نوٹ: چک/ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں:

NADWATUL ULAMA
A/C NO. 10863759733 (State Bank of India Main Branch, Lucknow.)

اور اس پتہ پر ارسال کریں:

NAZIM NADWATUL ULAMA,
P.O. BOX NO. 93, TAGORE MARG,
LUCKNOW - 226007 (U.P.)

Phone : (91-522) 2741231, 2741316, 2740151, Fax : 2741221
E-mail address : nadwa@sancharnet.in/ website : www.nadwatululam.org.